

دھنیوال مل مسلمان
ماہنامہ لاہور
دسمبر 2011ء



شہادتِ امام حسین علیہ السلام --- پیغمبر ام من و مسلمی



مصطفوی سٹوڈنٹس موونمنٹ

کرے زیرا ہتمام ناصر باغ لاہور میں

پیغمبر امی شہادت مسجد راجحہ

فِرْمَانُ الرَّحْمَنِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ مُصَلِّي اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: يَا أَبْنَى آدَمَ، مَرْضٌ فَلَمْ تَعْدُنِي. قَالَ: يَا رَبِّ! كَيْفَ أَغُوْدُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا مَرْضٌ فَلَمْ تَعْدُهُ؟ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ غَذَنَّهُ لَوْ جَلَّتْنِي عَنْهُ؟ يَا أَبْنَى آدَمَ اسْتَعْمِكَ فَلَمْ تُطْعَمِي. قَالَ: يَا رَبِّ! وَكَيْفَ أُطْعِمُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ رَبِّا وَكَيْفَ أُطْعِمُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ اللَّهَ أَسْتَعْمِكَ عَبْدِي فُلَانَ فَلَمْ تُسْعِمْهُ؟ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ أَطْعَمْتَهُ لَوْ جَدَّتْ ذَلِكَ عَدْيِي؟ يَا أَبْنَى آدَمَ اسْتَسْقِيْكَ فَلَمْ تَسْقِنِي. قَالَ: يَا رَبِّ! كَيْفَ أَسْقِيْكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ قَالَ: اسْتَسْقِيْكَ عَبْدِي فُلَانَ فَلَمْ تَسْقِيْهُ، أَمَا إِنْكَ لَوْ سَقَيْتَهُ وَجَدَّتْ ذَلِكَ عَدْيِي.

”حضرت ابوہریرہؓ سے مردی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے این آدم! میں بیار ہوا اور تو نے میری مزاج پری نہیں کی۔ بنده عرض کرے گا: اے پروردگارا! میں تیری بیار پری کیسے کرتا جبکہ تو خود تمام چہاںوں کا پالنے والا ہے؟ ارشاد ہوگا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرا فلاں بنہ بیار ہوا اور تو نے اس کی مزاج پری نہیں کی۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اس کی بیار پری کرتا تو مجھے اس کے پاس موجود پاتا؟ اے این آدم! میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا اور تو نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ بنده عرض کرے گا: اے پروردگارا! میں تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے ہے؟ ارشاد ہوگا: کیا تجھے اسے کھانا نہیں کھلایا؟ کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اس کا ثواب میری بارگاہ سے پاتا؟ اے این آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا اور تو نے مجھے پانی نہیں پلایا۔ بنده عرض کرے گا: پروردگارا! میں تجھے پانی کیسے پلاتا جبکہ تو رب العالمین ہے؟ ارشاد ہوگا: میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا اور تو نے اسے پانی نہیں پلایا۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اگر تو اسے پانی پلاتا تو اس کا ثواب تجھے میری بارگاہ سے ملتا؟“

(ماخذ از المہاج المُؤْمِنُونَ مِنَ الْحَدِيثِ النَّبَوِيِّ ﷺ ص ۱۲۲ - ۱۲۳)

لَقَدْ أَنْزَلْنَا آيَتِ مُبِينَ طَوَالَهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطِ مُسْتَقِيمٍ ۝ وَيَقُولُونَ أَمْنًا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلِّ فَرِيقٌ مِنْهُمْ مِنْ مَنْ بَعْدِ ذَلِكَ طَوَالَهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ مُعْرِضُونَ ۝ (النور، ۲۲: ۳۸ - ۳۹)

”یقیناً ہم نے واضح اور روشن یہاں والی آیتیں نازل فرمائی ہیں، اور اللہ (ان کے ذریعے) جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف ہدایت فرمادیتا ہے۔ اور وہ (لوگ) کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور رسول (ﷺ) پر ایمان لے آئے ہیں اور اطاعت کرتے ہیں پھر اس (قول) کے بعد ان میں سے ایک گروہ (اپنے اقرار سے) روگردانی کرتا ہے، اور یہ لوگ (حقیقت میں) مومن (ہی) نہیں ہیں۔ اور جب ان لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف بلایا جاتا ہے کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ فرمادے تو اس وقت ان میں سے ایک گروہ (دربارِ رسالت ﷺ میں آنے سے) گریزاں ہوتا ہے۔“

(ترجمہ عرفان القرآن)

حمد باری تعالیٰ

نعمت رسول مقبول ﷺ

ہمیشہ اسوہ سرکار پر نظر رکھنا
یہ آئینہ ہے اسے تم سنبھال کر رکھنا

نہ ہوگا راہ میں سنگ گراں کوئی حائل
جنونِ عشقِ محمدؐ کو ہم سفر رکھنا

کسے خبر کہ خدا کو ہے کس قدر محبوب
وہ انؐ کا پیٹ سے پھر کو باندھ کر رکھنا

یہ درس ہم کو دیا ہے رسولؐ اکرم نے
رہ حیات کا سامانِ مختصر رکھنا

عطاؤ ہو حشر میں خیرات جب شفاعت کی
مجھے بھی یاد، حسیپؐ خدا! ادھر رکھنا

ہے ہدایتِ نوع بشر تھا، اے لوگو!
خدا کے نور کا وہ پیکر بشر رکھنا

دوبارہ اذنِ حضوری ہو شاید اے حافظ
تم اپنے آپ کو آمادہ سفر رکھنا

(حافظ عبد الغفار حافظ)

خدا کی بندوں سے نسبت ہے نسبتِ کعبہ
ملی ہے قاسمؐ نعمت سے نعمتِ کعبہ

خدا کا گھر ہے، خدا خود ہے پاسباں اس کا
نہ گھٹ سکے گی گھٹائے سے عظمتِ کعبہ

یہی تو پہلا ہے معبدِ خدا پرستوں کا
ہے اس لئے دلِ مونیں میں رفتہ رفتہ کعبہ

جہان بھر کی مساجد ہیں لاائقِ تعظیم
مگر بلند ہے ان سب میں عظمتِ کعبہ

ہودل میں عشقِ توجہ کتا ہے سر کے ساتھ ہی دل
نشانِ منزلِ ایماں ہے الفتِ کعبہ

سکون ملتا ہے آغوشِ ماں سے زائد ہی
لپک کے پردوں سے دیکھو تو شفقتِ کعبہ

خدا کا فضلِ سکندر ہے، ہر مسلمان پر
کہ ہے قلوبِ مسلمان میں، حرمتِ کعبہ
(سکندر لکھنوی)

کھنڈہرے پانی میں بھاری پتھر۔۔۔۔۔

میو ایشو حسین حقانی کو امریکہ سے واپس لے آیا مگر ابھی یہ اوٹ کسی کروٹ نہیں بیٹھا اس لئے اقتدار کے ایوانوں میں اندر خانے پلچل موجود ہے۔ سپریم کورٹ نے این آراء کے حوالے سے فیصلہ دے کر مقنتر پارٹیوں کے لئے مشکلات میں اضافہ کر دیا ہے۔ سیاسی گرمائی کا گراف بڑھ رہا ہے۔ مختلف پارٹیوں کے جلسے تو اتر سے جاری ہیں۔ ایک پارٹی میں ایسوں کو بھی جمع کئے جانے کا سلسلہ جاری ہے جو مقنتر پارٹیوں میں بوجوہ جگہ نہ بنا سکے اور اب دانے دنکے کی آس پر ”مفہوظ“ چھتری تلتے آن پیٹھے ہیں تاکہ سیاسی تہائی کی ژالہ باری سے محفوظ رہ کر اقتدار کے ایوانوں میں پہنچ سکیں۔ اس گھما گھنی میں 19 نومبر کو ناصر باغ میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے موجودہ نظام انتخاب کے خلاف بغاوت کی کال دے کر سیاسی جنگاریوں کو حیرت میں ڈال دیا۔ ان کا خطاب ٹھہرے پانی میں بھاری پتھر سے کم نہ تھا۔ انہوں نے مصطفوی سُوْنُشِ مودمنٹ کے بیداری شعور طلب اجتماع سے کینیڈا سے ویڈیو کانفرنس کے ذریعے خطاب کیا۔ بلاشبہ ناصر باغ میں طلباء و طالبات کا اتنا بڑا اجتماع اس سے قبل نہیں دیکھا گیا ارڈر گرد کی شاہراہیں طباء اور نوجوانوں کی بڑی تعداد کے باعث جام ہو چکی تھیں اور داتا صاحب اور چورجی تک بسوں کی لاائنس لگی تھیں جو اس بات کی چھٹی کھاری تھیں کہ پورے پاکستان سے ایک لاکھ کے قریب علم کے پیاسے شیخ الاسلام کو سننے آئے ہیں۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے کہا کہ ملک و قوم کا دشمن کرپٹ اور اچارہ دار ایسا نظام انتخاب ہے اور پاکستان کی سیاست اس کے قیام سے اب تک چند خاندانوں سے باہر نہیں آسکی۔ انہوں نے کہا کہ تبدیلی فوج کے ذریعے آئے گی اور نہ موجودہ نظام انتخاب کے تحت ہونے والے الیکشنوں سے۔ موجودہ نظام کے تحت قومی اسٹبلی کا ایک حلقة 10 سے 25 کروڑ روپے سے لڑا جاتا ہے۔ ایک جلسے پر بھی کروڑوں کا بجٹ صرف ہوتا ہے جب تک موجودہ انتخابی نظام موجود ہے تبدیلی کبھی نہیں آئے گی بلکہ ریاست مفتوح ہوتی چلی جائے گی۔ انتخابات کی رسم کو جمہوریت نہیں کہا جا سکتا۔ پاکستان میں Fair and free ایکشن تو ہوتے نہیں ہیں اب قوم کے پاس دو چواںز ہیں موجودہ نظام کو بچالے یا ریاست کو۔ اگر ریاست بچانی ہے تو موجودہ انتخابی نظام کے خلاف بغاوت کرنا ہو گی۔ عوام موجودہ نظام انتخاب کو مسترد کر دیں کیونکہ تبدیلی کا یہ واحد راستہ ہے، بندوق سے بھی کبھی تبدیلی نہیں آسکتی اس راستے سے انارکی پھیلے گی۔ انہوں نے کہا کہ عالمی سطح پر اب جمہوریت صرف گذگورنس کا نام نہیں بلکہ اسے جمہوری حکمرانی کے ساتھ تعمیر کیا جاتا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں حکومت بنانے کا پاس بھی جمہوری ہے اور انداز حکمرانی بھی جمہوری ہے۔ وہاں عوام کو کسی سطح پر بھی نظر انداز نہیں کیا جاتا اور جمہوری سسٹم کے اندر اختساب کا عمل بھی جاری رہتا ہے۔ ہمارے یہاں تو قومی اداروں کے ذمہ دار ان کو حکومت بدلتے ہی بدل دیا جاتا ہے اور سیاسی تعیناتیاں کر دی جاتی ہیں جبکہ UK، امریکہ، کینیڈا اور دیگر مغربی ممالک میں ایسا نہیں ہوتا، وہاں طویل مدتی، وسط مدتی اور محض مردمی پالیسیاں حالات کے مطابق تقلیل دی جاتی ہیں۔

بدقسمی سے پاکستان میں جمہوری پاس اور گورنمنٹ دونوں نہیں ہیں۔ یہاں کرپٹ سسٹم کو بچانے کی باتیں ہوتی رہتی ہیں کہ ہم نظام بچانے کے لئے ایک ہیں۔ یہ مفادات کی سیاست کو بچانے کے لئے اقدامات ہیں اور پچھنیں۔

انہوں نے کہا کہ اگلے ایکشن میں تھوڑا اور پر نیچے ہو گا۔ پنجاب میں ایک چھوٹا گروپ اور آجائے گا۔ بلوچستان سندھ میں

پوزیشن تقریباً وہی رہے گی تھوڑے فرق کے ساتھ نجیر پختونخواہ میں بھی ایسے ہی ہوگا۔ کسی کو پارلیمنٹ میں اکثریت حاصل نہ ہوگی حتیٰ کہ دو پارٹیاں مل کر حکومت بنانے کی پوزیشن میں نہیں آئیں گی۔ 5، 6، 7 پارٹیوں کو ملا کر پارلیمنٹ بننے کی۔ کمزور حکومت ہوگی نہ منشور ایک اور نہ نظریات، صرف اقتدار کا مفاد انہیں جوڑے رکھے گا۔ اتحادی جماعتیں اقتدار پچانے کی جدوجہد اور الپوزیشن انہیں گرا کر اگلے ایکشن کے مطابق پر لگی رہے گی۔ یہ کھیل تماشا طویل مدت سے جاری ہے اور اسی طرح جاری رہے گا۔

قوم اگر نظام کے خلاف بغاوت نہیں کرتی تو یہ سب کچھ ایکشن کے بعد آنکھوں سے دیکھ لے گی۔ مغربی ممالک میں تو پارٹیوں کے اندر بھی جمہوریت اور خود اختسابی کا نظام ہے، پاکستان میں پارٹیاں افراد اور خاندانوں کی گرفت میں ہیں۔ قوم موجودہ نظام کے خلاف بغاوت کر دے کیونکہ پارٹیاں بغاوت نہیں کریں گی۔ ان کے سیاسی مفادات اس نظام سے وابستہ ہیں۔ عوام مصادر یونیس کے لوگوں کی طرح باہر نکل آئیں اور نظام کو ٹھکرایں۔ موجودہ انتخابی نظام حسنی مبارک، شاہ یونس اور رضا شاہ پہلوی ہے۔ پاکستان میں اس نظام کے خلاف بغاوت کرنا ہوگی۔ قوم جب باہر نکل آئے گی تو اس کا راستہ کوئی نہیں روک سکے گا۔

شیخ الاسلام نے کہا کہ ابھی صرف طلبہ کو کال دی ہے قوم کو بینار پاکستان کی کال بھی دونگا اور وقت آنے پر ملک میں آ کر عوامی انقلاب کی قیادت کروں گا۔

موجودہ نظام کے تحت سپریم کورٹ فیصلے دینے میں تو آزاد ہے مگر عمل درآمد کرنے میں مقید ہے۔ ایک وقت میں تو سپریم کورٹ پر جملے بھی ہوئے ہیں۔

موجودہ نظام کے تحت منتخب ہونے والوں نے اس قوم کو خود کشیاں، بیرونی اور ملک و قوم کے وقار کی بر بادی دی ہے۔ اس ملک کی نہ کوئی خارجہ پالیسی ہے نہ داخلہ ہماری خود مختاری کو گرہن لگ چکا ہے۔ مغرب میں 2 پارٹی سسٹم اس لئے کامیاب ہے کہ وہاں مواخذے کا نظام ساخت ہے مگر ہمارا ایکشن کمیشن تو نامیبا ہے۔

موجودہ انتخابی نظام میں ووٹ کی رائے کا احترام نہیں ہے۔ سیاسی جماعتوں کے کچھ میں منشور اور جمہوری روح موجود نہیں ہے۔ یہاں مقتدر طبقہ عوام کے ووٹ کو سیاسی تھیمار کے طور پر استعمال کرتا ہے۔

پاکستان بیرونی ممالک کی کالوں نی با دیا گیا ہے۔ پارلیمنٹ کل بھی ریٹیٹیمپ تھی آج بھی وہی حال ہے۔ ایک ایشو پکڑ کر سیاست کا گھناؤ کھیل اس لئے کھیلا جاتا ہے کہ موجودہ نظام اسے سپورٹ کرتا ہے۔

ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے واٹکاف الفاظ میں طلبہ کے ذریعے پوری قوم کو بتادیا ہے کہ ایکشن کی رسم کے سراب کے پیچھے نہ بھاگیں کچھ نہیں ملے گا۔ اگر عوام ملک میں حقیقی تبدیلی چاہتے ہیں تو نظام کے خلاف بغاوت کر دیں۔ انہوں نے ایکشناں اور پرنٹ میڈیا کو کہا کہ وہ نظام کے خلاف ان کی آواز کو عوام نکل کپچانے میں ذمہ دارانہ اور مخاصنہ کردار ادا کرے۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے سیاست کے ایوانوں میں سسٹم کے خلاف جو طبلہ بھیا ہے اس نے یقیناً اس نظام کے محاذوں کی نیندیں اڑا دی ہیں۔ اسی تسلسل میں وہ لیاقت باغ میں بیداری شور عوامی ریلی سے 18 دسمبر کو خطاب کرنے جا رہے ہیں۔ یہ جلسہ عوام پاکستان میں حقیقی تبدیلی کے لئے ایک بنیاد ثابت ہوگا۔ سیاست کی گمراگری میں ایک آواز ایسی بھی شامل ہو گئی ہے جو رہائی ایکشن کے خلاف عوام کو بغاوت پر اکساری ہے۔ عوام کو اس آواز کو نہ صرف سننا ہوگا بلکہ اس پر عمل درآمد کر کے ملک میں حقیقی تبدیلی کی منزل کو حاصل کرنا ہوگا۔

دروود وسلام کی اہمیت وفضیلت

مجلس ختم الصلوٰۃ علی النبی ﷺ سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب
آخری قسط

ترتیب و تدوین: محمد حسین آزاد الازھری

فضیلت درود وسلام احادیث کی روشنی میں

حضور نبی اکرم ﷺ پر درود شریف پڑھنے کی فضیلت و اہمیت کے بارے میں کثرت کے ساتھ احادیث موجود ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِذَا صَلَّيْتُ عَلَيْ فَأَحْسِنُوا الصَّلَاةَ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ لَعَلَّ ذَلِكَ يُعَرضُ عَلَيَّ. (ہندی، کنز العمال، ۱: ۴۹۷، رقم: ۲۱۹۳)

”جب تم مجھ پر درود بھیجتو نہیت خوبصورت انداز سے بھیجو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ تمہارا درود مجھ پیش کیا جاتا ہے۔“

۲۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

إِذَا قَالَ ذَلِكَ فُتَحَتُ لَهُ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ. (بیہقی، السنن الکبری، ۱: ۴۴، رقم: ۱۹۶)

”جب وہ مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔“

۳۔ آقا ﷺ نے فرمایا:

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةُ الْجُمُعَةِ فَأَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ. (مسند الشافعی، ۱: ۷۰)

”جب جمعہ کی رات اور جمعہ کا دن آئے تو مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔“

۴۔ حضور ﷺ پر درود پڑھنا بڑی سعادت اور برکات کا باعث ہے۔ درود پڑھنے والے جہاں کہیں سے بھی پڑھیں وہ آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پہنچ جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

فَإِنَّ صَلَوَتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ مَا كُنْتُمْ.

(سنن أبي داؤد، ۲: ۲۱۸، كتاب المناقب باب زيارة القبور، رقم: ۲۰۴۲)

”پس تم جہاں کہیں بھی ہوتے ہو تمہارا درود مجھے پہنچ جاتا ہے۔“

غور کریں آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا درود خود مجھ تک پہنچتا ہے، یہ نہیں فرمایا کہ پہنچایا جاتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرم رہے ہیں کہ سارا ہفتہ درود فرشتوں کے ذریعے پہنچایا جاتا ہے مگر جمعہ کے دن اور رات جہاں کہیں بھی تم پڑھتے ہو تمہارا درود میں خود وصول کرتا ہوں اور خود سنتا ہوں۔

— حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلَهُ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَوَجَدَتْهُ مَسْرُورًا فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا أَفْرِيَ مَتَى رَأَيْتُكَ أَحْسَنَ بَشَرًا وَأَطْيَبَ نَفْسًا مِنِ الْيَوْمِ؟ قَالَ: وَمَا يَمْنَعُنِي وَجِبْرِيلُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِي السَّاعَةَ فَبَشَّرَنِي أَنْ لِكُلِّ عَبْدٍ صَلَّى عَلَى صَلَادَةٍ يُكْتَبُ لَهُ بِهَا عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَيُمْلَحُ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ، وَيُرْفَعُ لَهُ عَشْرُ درَجَاتٍ، وَتُعَرَضُ عَلَى كَمَا قَالَهَا، وَيُرْدُ عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا ذَعَا. (مصنف عبد الرزاق، ۲: ۲۱۴، رقم: ۳۱۱۳)

”ایک روز میں حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ بہت خوش تھے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے آج سے بڑھ کر زیادہ خوش اور مسروراً آپ کو کبھی نہیں پایا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: آج جبریل امین (اللئے) آئے تھے ابھی نکل کر میرے پاس سے گئے ہیں اور مجھے انہوں نے خبر دی ہے کہ امت میں سے جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی دس نیکیاں لکھ لیتا ہے، اس کے دس گناہ معاف کر دیتا ہے، اور جس طرح اس بندے نے درود بھیجا تھا اللہ تعالیٰ انہی الفاظ سے اُس پر درود بھیجنتا ہے۔“

— ایک دوسری حدیث جسے امام ابو داؤد اور امام احمد بن حنبلؓ نے روایت کیا ہے، میں آپ ﷺ نے فرمایا:
ما من أحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيْيَ رُوْحِي حَتَّى أُرْدَ عَلَيْهِ السَّلَامَ.

(سنن أبي داؤد، ۲: ۲۱۸، كتاب المناسب، باب زيارة القبور، رقم: ۲۰۴۱)

”جب کوئی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ مجھے میری روح لوٹا دیتا ہے پھر میں اس سلام بھیجنے والے شخص کے سلام کا جواب خود دیتا ہوں۔“

— حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:
مَنْ صَلَّى عَلَى صَلَادَةٍ وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحُطِّطَ عَنْهُ عَشْرُ خَطَيْئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ درَجَاتٍ.

(نسائی، السنن، كتاب السهو، باب الفضل في الصلاة على النبي ﷺ، ۴: ۵۰)

”جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، اس کے دس گناہ معاف کئے جاتے ہیں، اور اس کے لئے دس درجات بلند کئے جاتے ہیں۔“

-۸

حضرت ابن مسعود رض سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا:
اُولَى النَّاسِ بِيَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَىٰ صَلَاةً.

(ترمذی، الجامع الكبير، ابواب الوتر، باب ما جاء في فضل الصلاة على النبي ﷺ، ۴۹۵: ۱)
رقم: (۴۸۴)

”قيامت کے روز لوگوں میں سے میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو (اس دنیا میں) ان سب سے زیادہ درود بھیجنा ہوگا۔“

-۹ حضرت ابو هریرہ رض کی روایت ہے، حضور ﷺ نے فرمایا:
رَغْمَ أَنْفُرِ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَىٰ.

(ترمذی، الجامع، ابواب الدعوات، باب قول رسول الله ﷺ: رغم أنف رجل، ۵: ۳۵۴۵، رقم: ۵۵۰)

”وہ شخص ذلیل ہوا جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا اور اُس نے مجھ پر درود نہیں بھیجا۔“

-۱۰ حضرت سیدنا علی المرقانی رض فرماتے ہیں:
كُلُّ دُعَاءٍ مَحْجُوبَ حَتَّىٰ يُصَلَّى عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ (ﷺ)

(طبرانی، المعجم الاوسط ۱: ۲۲۰، رقم: ۷۲۵)

”ہر دعا اس وقت تک پرداز حجاب میں رہتی ہے جب تک حضور نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل بیت پر درود نہ بھیجا جائے۔“

مذکورہ بالا دلائل سے بخوبی واضح ہوا کہ کس طرح درود شریف امتنیوں کے لئے بخشش و مغفرت، قبولیت دعا بلندی درجات اور قرب الہی و قرب مصطفیٰ ﷺ کا باعث بنتا ہے۔ اس سلسلے میں چند ایمان افروز واقعات درج ذیل ہیں۔

چند ایمان افروز واقعات

۱۔ مواہب اللدنیہ میں امام قسطلانیؒ نے روایت کیا ہے کہ قیامت کے دن کسی مومن کی نیکیاں کم ہو جائیں گی اور گناہوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا تو وہ مومن پر یثان کھڑا ہوگا۔ اچانک آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام میزان پر تشریف لائیں گے اور چکپے سے اپنے پاس سے بند پرچہ مبارک نکال کر اس کے پلڑے میں رکھ دیں گے۔ جسے رکھتے ہی اس کی نیکیوں کا پلڑا وزنی ہو جائے گا۔ اس شخص کو پتہ ہی نہیں چلے گا کہ یہ کون تھے جو اس کا بیٹا پار کر گئے۔ وہ پوچھئے گا آپ کون ہیں؟ اتنے سختی، اتنے حسین و بُجیل آپ نے مجھ پر کرم فرمایا کہ مجھے جہنم کا ایندھن بننے سے بچالیا اور وہ کیا پرچہ تھا جو آپ نے میرے اعمال میں رکھا؟ آقا ﷺ کا ارشاد ہوگا: میں تمہارا نبی ہوں اور

یہ پرچہ درود ہے جو تم مجھ پر بھیجا کرتے تھے۔

۲۔ درود شریف پر لکھی جانے والی عظیم کتاب 'دلائل الخیرات' کے مؤلف امام جزوی رحمة الله عليه ہیں جن کا مزار قدس مراکش میں ہے۔ وہ اس کتاب کی تالیف کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ ایک سفر میں تھے دورانِ سفر نماز کا وقت ہو گیا آپ وضو کرنے کے لئے ایک کنویں پر گئے، جس پر پانی نکالنے کے لئے کوئی ڈول تھا اور نہ ہی کوئی رسی۔ پانی نیچے تھا اسی سوچ میں تھے کہ اب پانی کیسے نکلا جائے۔ اچانک ساتھ ہتی ایک گھر کی کھڑکی سے ایک بچی دیکھ رہی تھی جو سمجھ گئی کہ بزرگ کس لئے پریشان کھڑے ہیں انہیں پانی کی ضرورت ہے۔ چنانچہ وہ نیچے اتری اور کنویں کے کنارے پہنچ کر اس کنویں میں اپنا العاب پھیلک دیا اسی لمحے کنویں کا پانی اچھل کر کنارے تک آ گیا اور املنے لگا۔ امام جزوی رحمة الله عليه نے وضو کر لیا تو بچی سے اس کرامت کا سبب پوچھا۔ اُس نے بتایا کہ یہ سب کچھ حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات پاک پر کثرت سے درود بھینجے کا فیض ہے۔ امام جزوی رحمة الله عليه نے اسی وقت عزم کر لیا کہ میں اپنی زندگی میں حضور اقدس ﷺ پر درود پاک کی ایک عظیم کتاب مرتب کروں گا اور 'دلائل الخیرات' جیسی عظیم تصنیف وجود میں آ گئی۔ (جزوی، دلائل الخیرات: ۱۲)

۳۔ امام ابن حجر عسکری رحمة الله عليه بیان کرتے ہیں کہ ایک صالح شخص نے کسی کو خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا کہ مرنے کے بعد تیرا کیا حال ہوا اس نے بتایا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے میری بخشش فرماء جنت میں بھیج دیا۔ صالح شخص نے اس سلوک کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ جب فرشتوں نے میرے اعمال تو لے، میرے گناہوں کو شمار کیا اور میرے پڑھے ہوئے درود پاک بھی شمار کئے تو سو درود گناہوں سے بڑھ گئے جبکہ باقی سب نیک اعمال سے میرے گناہ زیادہ تھے۔ جو نبی درود پاک کا شمار بڑھ گیا تو اللہ پاک نے فرشتوں کو حکم دیا کہ اس کا حساب کتاب ختم کرو چونکہ اس کے درود بڑھ گئے ہیں اس نے اس کو سیدھا جنت میں لے جاؤ۔

(فیروز آبادی، الصلات والبشرفی الصلاة علی خیر البشر: ۱۶۱)

(ابن حجر عسکری، الدرالمنضود فی الصلاۃ والسلام علی صاحب المقام المحمود: ۱۸۳)

۴۔ امام قسطلاني رحمة الله عليه اپنی کتاب 'المواهب اللدنیہ' (۳۰) میں فرماتے ہیں کہ جب آدم ﷺ کی تخلیق کے بعد حضرت حوا علیہا السلام کی پیدائش ہو گئی تو حضرت آدم ﷺ نے ان کا قرب چاہا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ پہلے ان کا نکاح ہو گا اور مہر کے طور پر دونوں کو حکم ہوا کہ مل کر میں میں مرتبہ میرے محبوب ختم المرسلین ﷺ پر درود پڑھیں۔ (ایک روایت میں تین تین مرتبہ بیان ہوا ہے۔) چنانچہ انہوں نے میں مرتبہ یا تین مرتبہ درود پڑھا اور حضرت حوا ان پر حلال ہو گئیں۔

(صاوی، حاشیہ علی تفسیر الجلالین، ۱: ۵۲)

۵۔ امام شرف الدین بصیری رحمة الله عليه ایک بہت بڑے تاجر اور عالم تھے، وہ عربی ادب کے بہت

بڑے فاضل اور شاعر بھی تھے۔ انہیں اچانک فانج ہو گیا۔ بستر پر پڑے پڑے انہیں خیال آیا کہ بارگاہ سرور کو نین مطہریہ میں کوئی ایسا درد بھرا قصیدہ لکھوں جو درود و سلام سے معمور ہو۔ چنانچہ محبت و عشق رسالت ماب مطہریہ میں ڈوب کر ۱۶۶۱ اشعار پر مشتمل قصیدہ برده شریف جیسی شہرت دوام حاصل کرنے والی تصنیف تخلیق کر ڈالی۔ رات کو آقا مطہریہ خواب میں تشریف لائے اور امام بوصیری کو فرمایا: بوصیری یہ قصیدہ سناؤ، عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں بول نہیں سکتا فانج زدہ ہوں۔ آقا مطہریہ نے اپنا دستِ مبارک امام بوصیری کے بدن پر پھیرا جس سے انہیں شفا حاصل ہو گئی۔ پس امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ سنایا۔ قصیدہ سن کر آپ مطہریہ کمال مسرت و خوشی سے دائیں بائیں جھوم رہے تھے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حالتِ خواب میں امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کو آپ مطہریہ نے چادر (بردہ) عطا فرمائی۔ اسی وجہ سے اس کا نام قصیدہ برده پڑ گیا۔ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ صح اٹھے تو فانج ختم ہو چکا تھا۔ گھر سے باہر نکلے، لگلی میں انہیں ایک مجدوب شیخ ابوالرجاء رحمۃ اللہ علیہ ملے اور امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا کہ رات والا وہ قصیدہ مجھے بھی سناؤ۔ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ یہ سن کر حیرت زدہ ہو گئے اور پوچھا آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا؟ انہوں نے کہا: جب اسے حضور نبی اکرم مطہریہ سن کر خوشی سے جھوم رہے تھے میں بھی دور کھڑا سن رہا تھا۔

(خرپوتی، عصیدۃ الشہداء شرح قصیدۃ البردة، ۵:۳)

درود شریف کے فیوض و برکات

درود و سلام کے بے شمار فیوض و برکات ہیں جو درود شریف پڑھنے والوں کو بارگاہِ الٰہی سے نصیب ہوتے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

- ۱۔ آقا مطہریہ کی بارگاہ سے تعلق نصیب ہوتا ہے۔
- ۲۔ نسبتِ محمدی مطہریہ نصیب ہوتی ہے۔
- ۳۔ کثرتِ درود و سلام سے حضور اقدس مطہریہ کی زیارت کا دروازہ کھلتا ہے۔
- ۴۔ کثرت سے پڑھا جانے والا درود و سلام خود توبہ بن جاتا ہے۔
- ۵۔ کثرت سے درود و سلام پڑھنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔
- ۶۔ کثرت سے درود پڑھنے والا آپ مطہریہ کی شفاعت کا حقدار بن جاتا ہے۔
- ۷۔ درود و شریف پڑھنے والے کو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہ حاصل ہوتی ہے۔
- ۸۔ درود شریف پڑھنے والا جب تک درود شریف پڑھتا رہتا ہے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی توجہ بھی اس کی طرف رہتی ہے۔

شہادتِ امام حسینؑ۔۔ پیغامِ امن و سلامتی

صاحبزادہ محمد حسین آزاد الازہری

امن، اعتدال، رواداری اور اخلاق دین اسلام کی بنیادی تعلیمات میں شامل ہے۔ یہ آفاقی دین آزادی رائے، اختلاف رائے، جمہوریت اور مشاورت کا درس دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نہ صرف دہشت گردی کی سختی سے مزمعت کرتا ہے بلکہ کسی بھی دوسرے مذہب (Religion) کے افراد کو جبرا کراہ کی بنیاد پر قبول اسلام پر مجبور نہیں کرتا۔

دین اسلام کی امن پسندی، اخوت و بھائی چارہ اور اعتدال و توازن کی عملی مثال میثاق مدینہ ہے جو نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے پہلی مرتبہ مسلمانوں کے ساتھ یہودی، عیسائی اور دیگر عرب قبائل کے درمیان قائم کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بحیرت مدینہ کے بعد مسلمانوں کو جس سیاسی و جمہوری فکر سے آشنا کیا گیا وہ دیگر ادیان، مذاہب اور قبائل کے درمیان Justice اور Tolerance پر مبنی تھی۔ دوسرے لفظوں میں ایک قوی ریاست Establish ہوئی جس میں سب کے یکساں حقوق تسلیم کئے گئے۔ اس میثاق مدینہ میں کسی کو دوسروں کے حقوق کی پامالی اور دست درازی کا حق حاصل نہیں تھا بلکہ ان کے درمیان باہمی تعاون اور مشکل حالات میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا جذبہ اجاگر کیا گیا۔ اس لحاظ سے یہ میثاق Mederate اور Optimism پر مبنی معاشرے کے قیام پر مبنی تھا۔

مسلمانوں کی رواداری، حسن اخلاق اور وسعت ظرفی کی دوسری عملی مثال نجراں کے میکی پادریوں کے وفد کو مسجد نبویؐ میں ٹھہرایا جانا ہے اور جب ان کی عبادت کا وقت آیا تو عالمی امن کے پیامبر رحمۃ للعالمین، رسول رب العالمین ﷺ نے انہیں اپنے مذہب کے مطابق مسجد نبویؐ میں عبادت کی اجازت مرحت فرماء کر دین اسلام کی امن پسندی، آفاقی فکر اور مابین الادیان احترام اور رواداری پر مہر تصدیق ثبت فرمادی۔

پیغمبر آخر الزماں ﷺ کے اسی اسوہ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے خلفاء راشدینؐ اور صحابہ کرامؐ نے بھی معاشرے میں موجود سیاسی تشدد اور ریاستی جر کی نیچ کنی کرتے ہوئے اختلاف رائے کو عزت و احترام سے قبول

کیا، دین اسلام کی امن پندی کی تیسرا مثال امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کے دور حکومت میں پارلیمنٹ میں عورت کے حق مہر کی حد مقرر کرنے کا کیس ہے۔ اس وقت ایک صحابیہ خاتون جو پارلیمنٹ کی ممبر تھی نے کھڑے ہو کر اس بل کو چینچ کرتے ہوئے کہا کہ اے امیر المؤمنین! جس حق مہر پر اللہ تعالیٰ نے کوئی حد مقرر نہیں کی اس پر کوئی انسان کیسے حد مقرر کر سکتا ہے؟ جب امیر المؤمنین نے اس سے دلیل طلب کی تو اس خاتون نے قرآن حکیم کی اس آیت کا حوالہ دیا۔

وَإِنَّ أَرْدُتُمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجَ مَكَانَ زَوْجٍ وَّأَتَيْتُمْ إِحْدَهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا
أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَانًا وَّإِنَّمَا مُبِينًا ۝ (الناء، ۲۰: ۳)

”اور اگر تم ایک بیوی کے بد لے دوسرا بیوی بدلنا چاہو اور تم اسے ڈھیروں مال دے چکے ہو تو بھی اس میں سے کچھ واپس مت لوئی کیا تم نا حق الزام اور صریح گناہ کے ذریعے وہ مال (واپس) لینا چاہتے ہو؟“ مذکورہ آیت کریمہ میں لفظ ”قِنْطَارًا“ سے استدلال کرتے ہوئے خاتون نے کہا کہ اس کا معنی ڈھیروں (بہت زیادہ) ہے لہذا ثابت ہوا کہ عورت کے حق مہر کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظمؓ نے خاتون کی اس دلیل پر اس کے حق میں فیصلہ صادر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس مسئلے پر عورت کی رائے صحیح نکلی اور مرد خطا کھا گیا۔“

پیغمبر امن و اخلاق ﷺ کے اہل بیت اطہارؑ نے بھی دین اسلام کی امن پندی اور عدل و انصاف کی زندہ مثالیں قائم کیں اور اسلامی معاشرے میں جبر و دہشت گردی کا ہمیشہ کے لئے خاتمه کر دیا۔ امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمين حضرت سیدنا مولا علی شیر خداؓ ایک مرتبہ اپنی زرہ کے مقدمہ میں عدالت میں پیش ہوئے اور گواہ کے طور پر اپنے دنوں بیٹوں سیدنا امام حسنؑ اور سیدنا امام حسینؑ کو پیش کیا مگر قاضی نے باپ کے حق میں بیٹوں کی گواہی تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہوئے یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ خلیفۃ المسلمين نے قاضی کے فیصلے کو تسلیم کرتے ہوئے جب یہودی کو اپنی زرہ دینا چاہی تو اس نے قدموں میں گر کر کلمہ پڑھ لیا۔ قاضی کے عدل و انصاف اور خلیفۃ المسلمين کی طرف سے فیصلے کے احترام کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اس نے کہا کہ میں جھوٹا تھا زدہ آپ کی تھی۔

دین اسلام سے بڑھ کر دنیا کا کوئی مذهب اور قانون انسانی اقدار کے تحفظ، عملی مساوات، انسانی حقوق کے احترام اور امن و آشنا کا تصور پیش نہیں کر سکتا جس میں دوران جنگ غیر مسلموں سے حسن سلوک کی تعلیم دی گئی ہے، اس حوالے سے جنگی حکمت عملی پر مشتمل دوران جنگ اسلامی اصولوں کے چند مظاہر درج ذیل ہیں۔

- ۱۔ مسلمان جنگ کے دوران غیر مسلم خواتین کو قتل نہیں کریں گے۔
- ۲۔ بوڑھوں اور بچوں کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

- ۳۔ لاغر اور بیمار انسانوں کو قتل نہیں کیا جائے گا۔
- ۴۔ غیر مسلموں کو ان کی عبادت کے دوران قتل نہیں کیا جائے گا۔
- ۵۔ غیر مسلم سفیروں کو قتل نہیں کیا جائے گا۔
- ۶۔ غیر مسلموں کی زمینوں اور عمارتوں کو تباہ نہیں کیا جائے گا۔
- ۷۔ غیر مسلموں کی فصلیں اور درخت نہیں کاٹے جائیں گے۔
- ۸۔ غیر مسلموں کی زمینوں اور جامد ادوں کو نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔
- ۹۔ جب کسی دشمن کو قیدی کر کے باندھ دیا تو اسے بھی قتل نہیں کیا جائے گا۔
- ۱۰۔ سوئے ہوئے دشمن پر حملہ کر کے قتل نہیں کیا جائے گا۔
- ۱۱۔ کسی دشمن کو اذیت ناک طریقے سے قتل نہیں کیا جائے گا۔
- ۱۲۔ کسی دشمن کے خلاف دہشت گردی کا ارتکاب نہیں کیا جائے گا۔

دینِ اسلام کے ان سنبھلی جنگی اصولوں کا بنظر عجیب جائزہ لیا جائے تو آج کل ہونے والے غیر مسلموں کی طرف سے مسلم ممالک پر حملوں، اذیت ناک، ظالمانہ اور سفا کا نہ دہشت گردی پر دل خون کے آنسو روتا ہے کہ انسانی حقوق کا ڈھنڈوڑا پیٹھے والی نام نہاد سپر پاور اور اس کے اتحادی ممالک مذکورہ انسانی حقوق کی پاسداری کی جہاں دھیماں اڑا رہے ہیں وہاں بوسنیا، چچینیا، افغانستان، عراق کے بعد اب پاکستان میں سے مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی گہری سازش میں مصروف ہیں۔ اس کھلے عام ظالمانہ اور سفا کا نہ دہشت گردی کا آغاز یزیدی دور میں ہوا تھا، بلکہ یزیدی کی تخت نشینی اور حکومت کا آغاز ہی ظلم و ستم اور سیاسی جبر و تشدد کے ذریعے ہوا۔ اس نے اپنی غیر قانونی اور بے اصولی حکومت کو دوام بخشئے اور اپنی مستقل بادشاہت قائم کرنے کے لئے ملوکیت و آمریت سے کام لیتے ہوئے خلافائے راشدین کے قائم کئے ہوئے نہ صرف تمام ریاستی ادارے تباہ و بر باد کئے بلکہ مشاورت و جمہوریت کی دھیماں بکھیر دیں، اس نے قومی خزانے میں لوٹ مار اور اسے ذاتی استعمال میں لانے کو رواج دیا۔ عربیانی و فاختی، شراب نوشی، بدکاری اور قمار بازی کو عام کیا۔

قوی بیت المال سے بڑے بڑے محلات تعمیر کرنے کے علاوہ جانوروں اور کتوں کو پالنا شروع کیا۔ شراب و کباب کی محفلوں کا آغاز کیا۔ اس دور میں رشوت کا بازار گرم ہوا۔ قرب شاہی کی دوڑ کا آغاز ہوا۔ ناہل اور جاہل لوگ اپنی دولت کے بل بوتے پر بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہوئے۔ تعلیم و تربیت کی جگہ جہالت و ناخواندگی اور بے راہ روی نے لے لی۔ جھوٹ، دجل، فریب اور دھوکہ وہی کھلے بندوں ہونے لگی۔ بے ہودہ اور اوباش لوٹھے اس کے اردو گرد منڈلانے لگے جس کی نشاندہی سرور کائنات ﷺ نے اپنی ایک حدیث میں فرمادی تھی۔ بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں اور حضرت امام ابن حجر عسقلانی ”فتح الباری“ میں نقل

کرتے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ایسے اباش نوجوانوں کی حکومت سے پناہ مانگتے ہوئے فرمایا تھا۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ رَاسِ السَّتِينِ وَامْرَأَ الصَّبِيَانِ (الصَّوَاعِقُ الْخَرْقَةُ : ۲۲۱)

”اے اللہ میں 60 بھری کے آغاز اور بے ہودہ اباش لڑکوں کی حکومت سے پناہ مانگتا ہوں۔“

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ حضرت امام قسطلانيؒ اور حضرت امام ابن حجر عسقلانيؒ کے نزدیک وہ اباش، بے ہودہ لڑکے قریشی نوجوان تھے جن کا سراغنہ ”یزید“ تھا جس نے حضور علیہ السلام کی امت کی تباہی و بر بادی اور اسلامی اقدار دروایات کا جنازہ نکالا اور خلفاء راشدین کے قائم کئے ہوئے مختلف اداروں کو تہس نہیں کر کے رکھ دیا۔

یزید کے دور حکومت میں صرف کربلا میں ہی دہشت گردی کا بازار گرم نہیں ہوا بلکہ جب مدینہ والوں نے اس کی بیعت کو توڑنے کا اعلان کیا تو اس نے گورز دمشق اور گورز شام کے ذریعے بڑے لشکر تیار کر کے انہیں مدینہ پر چڑھائی کا اذن دیا اور تین دن کے لئے ان پر اہل مدینہ کا خون حلال کر دیا۔ اسی وجہ سے مشہور واقعہ حرہ پیش آیا جو شہر مدینہ کے ساتھ ہی ایک مقام کا نام ہے جہاں سے یزیدی فوجیں مدینہ میں داخل ہوئیں اور ریاستی دہشت گردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے لوگوں کا قتل عام کیا۔ یہ اس ہولناک کربناک اور اذیتک واقعہ میں انصار و مہاجرین پر مشتمل 306 صحابہ کرام کو بڑی بے دردی سے شہید کر دیا گیا، جو لوگ مجھ گئے ان کے بچوں کو پیغام کرنے کا ڈر سنا کر ان سے جبرا بیعت لی گئی۔ یہ وہ مدینہ ہے جس کے بارے میں سرور کائنات ﷺ نے فرمایا تھا۔

من اراد اهل هذه البلدة بسوء يعني المدينة اذابه الله كما يذوب الملح في الماء .

(مسلم صحیح، ٢: ١٠٠، اکتاب الحج، رقم: ١٣٢٤)

”جو شخص اس شہر والوں (یعنی اہل مدینہ) کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے (دو زخم میں) اس طرح پکھلانے گا جیسا کہ نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔“

یزیدی فوج کی دہشت گردی کا سلسلہ مدینہ میں ختم نہیں ہوا بلکہ یزید کے حکم پر پھر یہ خونی لشکر کہ کی طرف روانہ ہوا کیونکہ وہاں حضرت عبداللہ بن زیرؓ بیعت یزید کا کھلے عام اعلان کر چکے تھے اور مکہ میں پناہ گزیں تھے۔ ظالم وجابر یزیدی لشکر نے مکہ میں بھی ریاستی دہشت گردی کی انتہا کر دی اور نہ صرف مکہ کا محاصرہ کیا بلکہ اس مکہ مکرمہ پر گولے برسائے گئے جہاں بیت اللہ شریف اور خانہ کعبہ ہے۔ بدجھت یزیدیوں کو خانہ خدا کا بھی لحاظ اور احترام نہ رہا۔ دولت و حکومت کے نشہ میں چوران سفاک درندوں نے خانہ کعبہ کے غلاف کو جلا ڈالا وہ کعبہ معظمه اور مسجد حرام جہاں پر ایک نماز پڑھنے کا ثواب ایک لاکھ نماز پڑھنے کے برابر قرار دیا گیا اور جس کے غلاف کعبہ کو تھام کر جو دعا کریں قبول ہوتی ہے اور جو راسوں کو بوسہ دے کر تمام گناہ معاف ہوتے ہیں کی حرمت و عزت کو پامال کیا گیا۔

جس طرح اللہ رب العزت نے بڑے بڑے ہاتھوں سے اپنے گھر کی بربادی کو بچانے کے لئے ابائیلوں کو بھیجا اس طرح یزید کی ریاستی دہشت گردی سے اپنے گھر، مکہ اور تمام مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کے لئے یزید کو اسی وقت کربناک اور خوفناک درد میں بتلا کیا کہ اس نے تین دن تک تڑپ تڑپ کر جان دے دی جس کی وجہ سے یزیدی شکر نے مکہ میں ظلم و ستم بند کر کے واپسی کی راہ لی مگر یزید نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف اعلان جنگ کر کے فرعون، نمرود اور ہامان کی یاد تازہ کر دی اور اپنے کفر و نفاق کی کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

یہی وجہ ہے کہ نواسہ رسول ﷺ خون علیؑ شہید کر بلہ امام حسینؑ کی نگاہ بصیرت دیکھ رہی تھی کہ یزید کی بیعت کرنے سے مراد ایک جابر ظالم اور آمر حکمران کو ریاستی دہشت گردی کی اجازت دینا ہے، امام حسینؑ کا خون اور غیرت و محیت اس بات کی اجازت کیسے دے سکتی تھی جس دین کے تحفظ کے لئے ان کے نانا نے سمجھوٹہ نہیں کیا تھا اور کفار قریش پر واضح کر دیا تھا کہ اگر وہ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور باائیں ہاتھ پر چاند بھی لا کر رکھ دیں پھر بھی وہ دعوت حق کو ترک نہیں کر سکتے۔ اس دین کی خاطر انہوں نے دندان مبارک شہید کرواۓ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور بھرت فرمائی۔

شریعت اسلامیہ نے عام مسلمانوں کو رخصت کی اجازت دی تھی مگر امام حسینؑ نے عزیمت کی راہ پر چلتے ہوئے ظالم یزیدی حکومت کے خلاف نعرہ حق بلند کیا اور مسلمانوں کو اس کی ریاستی دہشت گردی سے محفوظ کرنے، اسے حریم شریفین کی پامالی سے روکنے اور اس کے شر سے خواتین کو بچانے کے لئے کربلا کا سفر اختیار کیا، اپنے جگر کے ٹکڑوں حضرت علی اصغرؓ اور حضرت علی اکبرؓ کو قربان کیا اور بالآخر اپنی جان بھی جان آفریں کے سپرد کر دی مگر سر نہیں جھکایا اور سجدے کی حالت میں اللہ رب العزت کے حضور اپنا سر پیش کر کے ہمیشہ کے لئے پیغام دے گئے۔

چڑھ جائے جو سر تیرا نیزے کی نوک پر تو یزیدیوں کی اطاعت نہ کر قبول شہید اعظم حضرت امام حسینؑ نے یہ عظیم قربانی اس لئے دی تاکہ احترام انسانیت کو بقا نصیب ہو دین مصطفیٰ کی اصل روح کا تحفظ ہو، اسلام کے نظام مشاورت و جمہوریت کو دوام ملے، مظلوموں کو قیامت تک ظالموں کے خلاف آواز حق بلند کرنے کے لئے حوصلہ ملے، ملکوموں کو اپنے حقوق کی جنگ لڑنے کا درس ملے، ظلم و جبر پر مبنی نظام کے خلاف آزادی کے متواولوں کو اٹھ کھڑے ہونے کا جذبہ ملے۔ دین اسلام کی امن پسندی، اعتدال پسندی، رواداری اور اخلاقی قدروں کو قیامت تک زندہ کر دیا۔ حضرت سیدہ کائناتؓ کے خون کی لاج رکھ لی، حضرت مولاؓ کائناتؓ کی شجاعت پر مہر قدمیق ثبت کر دی، حضور نبی کائناتؓ کی محبت و شفقت اور تربیت کو لازوال کر دیا اور قیامت تک آنے والی انسانیت کو دین اسلام کی غیرت و محیت پر سمجھوٹہ نہ کرنے کا عملی ثبوت دے کر خود کو امر کر لیا، شہادت کا جام پی کر ہمیشہ کے لئے خود کو زندہ کر لیا اسی لئے کہا گیا ہے کہ

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسین[ؑ]

حضرت امام حسین علیہ السلام نے کربلا میں اپنی جان کا نذر انہی پیش کر کے قیامت تک کے لئے خود کو زندہ ہی نہیں کیا بلکہ دین اسلام کو زندگی عطا کر دی اور دشمنان اسلام کو سزاۓ موت سے ہمکنار کر دیا۔ اسی لئے کہا گیا۔

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

حضرت امام حسین[ؑ] نہ صرف دین اسلام کے علمبردار تھے بلکہ عدل و انصاف، مساوات انسانی، حریت و آزادی اور انسانی جمہوریت کے علمبردار تھے۔ انہوں نے ریاستی جبر و تشدد اور آمرانہ ذہنیت کے خلاف جہاد کیا یہی وجہ ہے کہ حسین[ؑ] اب صرف ایک ذات یا شخصیت کا نام نہیں رہا بلکہ حسین حق کا نمازندہ، سچائی کا نشان، روشنی کا مینار، علم و حکمت کا نیر تابا، عدل و انصاف کا پیکر، عظمت و بلندی کی علامت، احترام انسانیت کی مثال، اخلاق و اوصاف حمیدہ کا امین، رواداری، حسن سلوک اور برداشت کا نام ہے۔

اسی طرح یزید بھی ایک ذات کا نام نہیں رہا بلکہ قیامت تک ہونے والی ظلم و بربریت اور دہشت گردی کا نام یزید ہے۔ ریاستی جبر و تشدد کا نام یزید ہے، جھوٹ، غبہت، بہتان تراشی اور تہمت کا نام یزید ہے، چوری، ڈاکہ زنی اور آبرو ریزی کا نام یزید ہے، عریانی و فاشی اور بے پردوگی کا نام یزید ہے، جہالت و ناخواندگی اور نا انصافی کا نام یزید ہے، آمریت اور ڈکٹیٹر شپ کا نام یزید ہے، انسانی حقوق پر شب خون مارنے کا نام یزید ہے، کربشان اور بے راہ روی کا نام یزید ہے، خواتین، بچوں اور بوڑھوں کے قاتل کا نام یزید ہے، عبادت گزاروں اور مونوں کے قاتل کا نام یزید ہے، صحابہ کرام اور اہل بیت عظام[ؑ] کے قاتل کا نام یزید ہے، ام المؤمنین حضرت ام سلمیؓ کے قاتل کا نام یزید ہے، ریاستی اداروں کو تباہ و بر باد کرنے والے بدجنت کا نام یزید ہے۔ شرم و حیا کا جنازہ نکالنے والے کا نام یزید ہے، حتیٰ کہ انسانیت کو تاخت و تاراج کرنے والے کا نام یزید ہے۔

قارئین کرام! آئیے آج ان دو کروروں کو پہچان کر فیصلہ کریں کہ ہم نے کس لشکر اور گروہ میں شامل ہونا ہے۔ امام حسین انسانیت کی امن پسندی کے نمازندہ تھے اور یزید انسانیت کش، دہشت گردی کے نمازندہ تھا۔ آج ہمیں امن و سلامتی، برداشت، رواداری، اخوت و بھائی چارے اور علم و عمل کی راہ پر چلانا ہے تو حضرت امام حسین[ؑ] کی راہ پر چلانا ہو گا اور اگر دہشت گردی، بے راہ روی، عدم برداشت، قتل و غارتگری اور عریانی و فاشی کی راہ پر چلانا ہے تو یزید کی راہ پر چلانا ہو گا۔ یہ دہشت گردی خواہ ملکی سطح پر ہو یا عالمی سطح پر اس کا ازالہ اسوہ شیری کو اپنائے بغیر ممکن نہیں ہے اس لئے شاعر کیا خوب کہا تھا۔

دیں است حسین دیں پناہ است حسین[ؑ]

حقاً کہ بنائے لا الہ ہست حسین[ؑ]

شاہ است حسین پادشاہ است حسین

سرداد نہ داد دست در دست یزید

دروس سلوک و تصوف

صاحبزادہ مسکین فیض الرحمن درانی
مرکزی امیر تحریک منہاج القرآن اٹریشیل

سلوک و تصوف کی تعلیم کے اجزاء ترکیبی؛ تلقین، تدریس، تربیت، تادیب اور تدریب کے بنیادی مقاصد کو اگر نظر غائر سے دیکھا جائے تو دنیا کے دیگر مرقبہ اور متداول علوم و فنون کے مقاصد پر ان کی جامعیت اور ہمہ گیریت واضح اور فائق دکھائی دیتی ہے۔ نبی رحمت و نجات ﷺ کی بعثت مبارکہ کے لیے دعائے ابراہیمؑ کا مدد عابجی یہی تھا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی وقت حضرت سیدنا ابراہیمؑ علیہ السلام کی انتہائی رقت انگیز التجا کچھ یوں تھی کہ ”اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنا حکم بردار بنا اور ہماری اولاد میں بھی ایک جماعت اپنی فرمانبردار بنا اور ہم کو مناسک (یعنی عبادت، عبود و اغسار، سلوک، پاکیزگی، درویشی، زہد، تقویٰ، طہارت، تصوف، قربانی، ایثار، اخلاص، استقامت اور مداومت یعنی انسان کے لیے مطلوبہ تمام اخلاقی حسنہ) کے طریقے (شرائط حصول اور شرائط قبول کے ساتھ) سکھا دے۔ اور ہمیں معاف فرماء، بیشک تو ہی توبہ قبول کرنے والا (لف و کرم سے متوجہ ہونے والا) مہربان ہے۔ (اے اللہ ہم پر ہمارے اعمال، سلوک اور عبادات کی وجہ سے نہیں، بلکہ اپنے رحم و کرم سے لطف و احسان کی نگاہ ڈال دے، ہم تو تیری رحمت کے بھکاری ہیں)۔ اور اے ہمارے رب۔ انہیں (گدایاں محبت) میں ایک رسول (نبی آخر زمان ﷺ) خود ان ہی میں مبعوث فرماجوان پر (بطور مبلغ عظیم) تیری آیات کی تلاوت کرے اور (بطور معلم عظیم) ان کو کتاب کی تعلیم دے اور (بطور مرشد عظیم) ان کو حکمت سکھائے (اور رموز و اسرار کی باتیں بتا کر داناۓ راز بنائے) اور (ان کے قلوب کو بطور مصلح عظیم غیر اللہ سے) پاک (صف) کر دے، بیشک تو بڑا زبردست اور بڑی حکمت والا ہے“ (ابقرہ: ۱۲۸، ۱۲۹)۔ چنانچہ آیات ربانی کی تلاوت، کتاب الہی کی تعلیم، تزکیہ نفس کی تربیت، حکمت اور سلوک و تصوف کی تعلیمات نبی آخر الزمان ﷺ سے بتدریج صحابہ کرامؐ، تابعینؐ، تابع تابعینؐ، اور ان کے واسطہ سے اولیاء کرامؐ، صلحاء عظامؐ اور امت کے علماء حنفیؐ کو پورے تو اتر اور تسلسل سے درجہ بدرجہ منتقل ہو رہی ہیں۔ ان نبوی تعلیمات جلیلہ میں تلقین بھی ہے

اور تدریس بھی، مخلوقاتِ خدا کے ساتھ نیک سلوک اور اچھے برداشت کی تعلیم بھی ہے اور تربیت و ہدایت بھی، ان میں اخلاق و کردار سنوارنے کا عمل بھی ہے اور رذائل اخلاق سے بچنے کی مشق و تمرین بھی، ان میں روحانی آداب بھی ہیں اور جسمانی آداب بھی ہیں، گویا اس نوع کی تعلیم میں انتقال علم کے ساتھ انسان کی روح اور بدن کو درکار ہر قسم کے مقتضیات کی تنقیل کا مکمل سامان موجود ہے۔ یہ تعلیماتِ سلوک و تصوف کے وہ بنیادی مقاصد ہیں جو دنیا میں زندگی گزارنے کے لیے دیگر مطلوبہ علوم و فنون اور درس و تدریس کے طریقوں میں نظر نہیں آتے۔ تصوف کا مقصد انسان کو خالق عز وجل کی محبت، اطاعت، احسان، عظمت، مولا کی نراضی کا خوف، منشاء خداوندی کے مطابق آفاق و نفس کا فہم، انسان کے خارج اور داخل میں اللہ کی قدرت کی نشانیوں کی تلاش، تشخیص امراض نفس، تعیر شخصیت، انسانی اقدار کا حقیقی اور اک، اللہ کی مریضی کے مطابق زندگی میں حسن، سچائی اور کارخیر کے جذبات کی افزائش اور فروغ کے علم سے بہرہ ور ہونا ہے۔ انہی اعمال و افعال کی پاکیزگی تعلیمات صوفیہ کا نصاب ہے۔ جو علمی اور عملی طریقوں سے سکھایا اور سیکھا جاتا ہے۔ طریقت کے مبتدی کے لیے تعلیمی مقصد اور تعلیمی عمل میں فرق کرنا ضروری ہوتا ہے۔ تعلیمی مقصد کی آگئی سے تعلیمی عمل کی سمت (طریقت) کا تعین ہوتا ہے اور اسی سے مرید یا طالب علم کے لیے استاد، پیر، معلم اور مریب کے معلمانتہ کردار کی پہچان بھی آسان ہو جاتی ہے۔ مقصد کی صحیح آگئی سے طالب علم، شاگرد یا مرید کو ترغیب (motivation) ملتی ہے، کہ وہ مطلوبہ علم کے حصول کے لیے مناسب سمت (direction) کا تعین اور کسی باصلاحیت تربیت یافتہ اور اہل معلم و مرشد کے انتخاب کے لیے جبوتو کرے۔ اس کا ذہن اس امر پر پوری طرح مطمئن ہو کہ وہ کس مقصد کے لیے مطلوبہ علم سیکھنے اور تربیت حاصل کرنے کا خواہاں ہے۔ اس کی مثالیوں ہے کہ میٹرک کے بعد اگر ایک طالب علم ایف ایس سی میڈیکل کرنا چاہتا ہے تو اس کا حقیقی مقصد ایم بی بی ایس کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد ڈاکٹر بننا ہوتا ہے۔ کسی سکول اور کالج کے استاد کو جس طرح اپنے زیر تعلیم طالب علموں کو پڑھائے جانے والے مضامین (subjects) پر عبور اور ان کو پڑھانے کا تجربہ ہوتا ہے۔ اسی طرح اس کو یہ علم بھی ہوتا ہے۔ کہ ان مضامین کو پڑھنے کا طالب علموں کا اصل مقصد کیا ہے، وہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد کیا کرنا چاہتے ہیں اور معاشرے میں کس قسم کی ذمہ داری نہانے کے خواہشمند ہیں۔ سلوک و تصوف کے معلم، پیر یا مرشد کے لیے بھی لازم ہوتا ہے کہ اُس کو بھی اپنے حلقہ ارادت میں شامل ہونے والے مرید، سالک اور صوفی کے حقیقی ”ارادہ“ (intent) کے بارے میں معلوم ہو، کہ وہ کس مقصد (goal) کے حصول کے لیے اس کے حلقہ ارادت میں شامل ہونا چاہتا ہے۔ اور کس قسم کی تعلیم اور تربیت حاصل کرنے کا خواہاں ہے۔ کیا وہ فقط لوجه اللہ یعنی رضاۓ الہی کے حصول کے لیے دروسِ سلوک و تصوف پڑھنے،

سبجھنے اور اس پر اخلاص نیت سے ”عمل“ کرنا چاہتا ہے۔ یا اس کے پیش نظر کوئی دینیوی منفعت، ذاتی مقصد، نام و نعمود اور شہرت پانے کی خواہش ہے اور یا یہ کہ وہ خود پیر بن کر کوئی حلقہ قائم کرنا اور خانقاہ چلانے کا ممتنی ہے۔ حقیقی سلوک و تصرف کا مقصد سالک کے اندر اس صلاحیت کو اجاگر کرنا ہوتا ہے کہ جس سے اس کی فطرت میں مخلوق خدا کے لیے صلاح و فلاح اور خدمت کا بے لوث جذبہ پیدا ہو اور وہ اپنے عملی سلوک سے معاشرہ میں لوگوں کے سامنے امن، سلامتی اور اتحاد سے زندگی پر کرنے کی مثال قائم کرے، لوگ اُس کی تقلید کریں اور وہ دوسروں کے لیے عملی نمونہ بن جائے۔

مخلص صوفیاء اور سالکین طریقت کا پاکیزہ وجود اجتماعی طور پر عدل و انصاف پر مبنی ایک ایسے صالح اور مثالی معاشرہ کے قیام کا سبب بتا ہے، کہ جو اللہ کے دین اور اسلامی طرز حیات کے غلبہ، تفوق اور امن و سلامتی کا ضامن ہوتا ہے۔ یہ روحانی معاشرہ وحدت نسل انسانی اور شرف و تکریم انسانیت کے ایسے تصور پر مبنی ہوتا ہے۔ کہ جس سے محدود گروہی، مسلکی، اسلامی، علاقائی اور طبقاتی عصیتیں (group prejudices) معدوم ہو جاتی ہیں۔ معاشرہ کے افراد اس طرح روحانی الذہن ہو جاتے ہیں، کہ فطرتی طور پر ان کی تمام تر جدوجہد میں محرک عمل (incentive) ”رضائے الہی کی جستجو“ (acquisition of the divine pleasure of) مطالبه حقوق (basis of action) Almighty Allah ہو جاتا ہے، ان کا اساس عمل (demand of action) کی بجائے ایتائے حقوق (fulfilment of obligations) ہو جاتا ہے، ان کو ہر وقت یہ فکر دامن گیر رہتا ہے کہ معاشرے کا کوئی فرد کسی معاشرتی محرموں کا شکار نہ ہو۔ اس متصوف معاشرے میں ہر قسم کی انسانی جدوجہد کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی خشنودی کے حصول اور توکل علی اللہ پر استوار ہوتی ہے۔ ہر شخص دوسرے کے لیے بغیر کسی لائق اور ترغیب کے دل و جان سے ایسی جدوجہد کرتا ہے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی زندگی میں موجبات خوف و غم سے محفوظ زندگی بس رک سکے۔ اس طرح کے روحانی معاشرہ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہوتی ہے، کہ وہ غلبہ حق کی خاطر داخلی اور خارجی محاذوں پر تمام باطل، طاغوتی، استھانی اور منافقانہ قوتوں کے ساتھ کسی قسم کے سمجھوتہ کے لیے آمادہ نہیں ہوتا۔ وہ ہر طرح کے دباؤ اور جرکو خاطر میں لائے بغیر نیکی کے عمل کو ترقی دینے اور اس کی نشوونما میں مصروف رہتا ہے۔ اس خالص روحانی، فلاحی اور دینی معاشرہ میں اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق تغیر فطرت کے لیے درکار خالص علوم و فنون سے استفادہ کے لیے انسانی صلاحیت اور ہنر و کمال کی افزائش کئے جاتے ہیں۔ اور فرمان الہی کے مطابق غلبہ حق کے لیے ہر طرح کی جدید عسکری اور سائنسی طاقت کے حصول

کے لیے اہتمام ہوتا ہے۔ سورہ البقرہ کی ایک سو چونٹھی ویں آیہ کریمہ میں ارشادِ ربانی ہے۔ (بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں، اور رات اور دن کے بدلتے رہنے میں اور کشتوں میں جو دریا میں لوگوں کے فائدے کی چیزوں لے کر چلتی ہیں۔ اور اس پانی میں جو اللہ تعالیٰ آسمان سے اتارتا ہے (برساتا ہے) اور پھر اس سے مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے۔ (یعنی خشک ہو جانے کے بعد سربراہ و شاداب کرتا ہے) اور زمین پر ہر قسم کے جانور پھیلانے میں اور ہواوں کے بدلنے میں اور بادوں میں جو زمین و آسمان کے درمیان اس کے تابع فرمان ہیں۔ (ان سب چیزوں میں) بے شک عالمگردوں کے لیے (اللہ کی وحدانیت، رحمانیت اور قدرت و حکمت کی) بڑی نشانیاں ہیں۔“ اہل سلوک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے اس کی عطا کردہ نعمتوں کو مخلوق کے لیے عام کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

کسی پھل کے اوصاف، اُس کی تاثیر اور خصوصیات کا ادراک اس کی شکل و صورت اور جسامت سے نہیں ہوتا، بلکہ یہ ادراک پھل کا ذائقہ چکھنے، کھانے اور استعمال کے بعد ہی ممکن ہوتا ہے۔ یعنی حواسِ خمسہ ظاہری اور باطنی کے پوری طرح کا فرما ہونے کے بعد جب عقل اور شعور اس کے بارے میں ذہن کو مطلوبہ علم فراہم کرتا ہے، تو اس سے پھل کی حقیقت سمجھ میں آتی ہے، اور معلوم ہوتا ہے کہ اس کے خواص، اوصاف اور تاثیرات کیا ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات یکتا کی حقیقت مخلوق کے عقل و شعور اور فہم و فراست سے کلینتا اوراء ہے۔ کسی مخلوق کو اللہ جل شانہ کی حقیقت کے ادراک کی طاقت نہیں ہے، اللہ جل شانہ کو صرف اس کی قدرتوں سے پہچانا جاتا ہے۔ کائناتِ افس و آفاق میں ہر سو اس کی قدرت جلوہ گلن ہے، ہر شے اللہ کی قدرت سے زندہ اور متحرک ہے۔ اشیاء کی اسی داخلی اور خارجی حرکت کو نظرت (nature) کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نوع انسانی کو اشیاء کی فطرت کی تنفسی کی دعوت دیتا ہے، کائنات کی فطرت کے رازوں کی حقیقت معلوم کرنا اور انسان کی فطرت بالقوه اور با فعل (potential and actual nature) کا سمجھنا انسان کی حیات کا مقصد بھی ہے۔ اس کی تعلیم و تربیت کا حاصل بھی اور یہی منشاء ایزدی بھی ہے۔

تعلیماتِ نبوی کے مقاصد کی تبلیغ کے لیے معلم کائنات نبی مکرم ﷺ نے ابتداء ہی سے مسلمانوں کے اجتماعی ذہن کو جہاں ایک طرف رموز دین کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے مرکوز کیا تو دوسری طرف کائنات کے اسرار کی عقدہ کشاںی کی طرف بھی ان کی توجہ کو مبذول فرمایا۔ کائنات و انس کے رموز و اسرار کو سمجھنے کی یہی وہ نبوی تعلیم اور تربیت تھی، کہ جس کی بدولت مسلمانوں نے افلاطون، ارسطو، اقليدیس، سقراط اور جالینوس جیسے یونانی فلاسفہ کی غلطیوں کی نشاندہی کر کے ان کی تعلیمات کی اصلاح کی۔ اور اس طرح عہدِ جدید کی سائنس اور شیکناں ولوجی

کی افراش اور ترقی کے لیے راستہ ہموار کر دیا وہ تمام رکاوٹیں دور کر دیں جو یہودی اور عیسائی مذاہب کے ربانیتیں اور پادریوں نے اس کی راہ میں کھڑی کر دی تھیں۔

تاریخ عالم میں تنجیف فطرت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے صریح احکام سے روگردانی کرنے، اور علوم و فنون کی ترقی اور افراش کی راہ میں سنگین رکاوٹیں کھڑی کرنے کا سب سے گھناؤنا کردار عیسائی پادریوں نے ادا کیا ہے۔ ان کی جہالت کا عالم یہ تھا، کہ 1609ء میں جب سائنسدان گلیبو نے دور بین ایجاد کی اور اُس کی مدد سے نظامِ مشی سے متعلق اپنی تحقیقات کو دنیا کے سامنے پیش کیا، تو پادریوں نے اس جرم کی پاداش میں اس کو قید بامشقت کی سزا دی۔ اور وہ دورانِ اسیری اس دنیا سے رخصت ہوا۔ عیسائی پادریوں نے متعدد سائنسدانوں کو آگ میں زندہ جلایا۔ بہت سوں کو چھانپی پر چڑھایا اور سینکڑوں کو سخت اذیتاک سزا دیں۔ عیسائی پادریوں کی اس جہالت نے ان کے مذہب کو بھی شدید نقصان پہنچایا۔ علم و فن میں ترقی ہونے کے بعد باشعور افراد عیسائی پادریوں کی علم و شنی کے خلاف سرگرم عمل ہوئے اور نوبت بیہاں تک پہنچی کہ عیسائیوں کے جاہلانہ معاشرے میں مذہب اور سائنس کے درمیان ایک کھلی جنگ چھڑ گئی اور ایک شدید جنگ کے بعد بالآخر عیسائی معاشرے نے کلیسا کو ہی اپنی زندگی سے نکال باہر کیا اور اس طرح عیسائی دنیا پر کلیسا کی بادشاہت کا ہمیشہ کے لیے خاتمه ہو گیا۔ دینِ اسلام کی تعلیمات میں علم و حکمت کو زندگی کی بنیادی حقیقت تسلیم کیا گیا۔ قرآن حکیم میں جگہ جگہ علم کی فضیلت بیان کی گئی اور مسلمانوں پر علم کا حصول واجب قرار دیا گیا۔ تاریخ انسانیت میں ظہورِ اسلام کے بعد علم و فن، فکر و فلسفہ، سائنس و ٹینکنالوجی اور ثقافت و تمدن کے نئے اسلوب کا آغاز ہوا، قرآن حکیم میں عقل، فکر اور تدبیر کی اہمیت کے بار بار بیان سے مسلمانوں کے اندر دنیا کے مختلف علوم و فنون کی جتنی اور حصول کا شوق پیدا ہوا۔ مسلمانوں نے دنیا کے دور دراز خطوط میں جا کر قدیم علماء فلاسفہ کے علوم و فنون کا مطالعہ کیا۔ مسلمانوں نے قدیم علوم و فنون کی کتابوں کے تراجم کے علاوہ خود بھی نادر کتب تحریر کیں۔ یوروپ میں پہنیں پر مسلمانوں نے آٹھ سو سال حکومت کی۔ پہنیں پر قبضہ سے پہلے یہ ملک یوروپ، امریکہ، آسٹریلیا اور روس کی طرح جہالت کے تاریک پر دے میں گم تھا۔ مسلمانوں کی آمد سے نہ صرف اپنیں بلکہ پورے یوروپ میں علم، تمدن اور تہذیب کی روشنی پھوٹی اور جہالت کا اندھیرا دور ہوا۔ مسلمانوں نے جگہ جگہ مدارس اور رسالہ گاہیں قائم کیں۔ یہ طرہ امتیاز بھی مسلمانوں کو حاصل ہے، کہ ان کی درسگاہوں کے دروازے بلا تمیز رنگ، نسل اور مذہب سب انسانوں کے لیے کھلے تھے۔ یوروپ کے لوگ اور خاص کر مسلمان بادشاہوں اور امراء کے غیر مسلم غلاموں کی ایک بہت بڑی تعداد نے مسلمانوں سے جدید علوم اور فنون سکھے، یہ وہ لوگ تھے کہ جنہوں نے بعد ازاں اسلامی علوم کی روشنی یوروپ،

امریکہ، روس اور آسٹریلیا تک پہنچائی اور جن کی وجہ سے آج اقوام مغرب جدید سائنس اور ٹیکنالوجی سے مستفید ہو رہے ہیں۔ شومنے قسم سے دوسری جانب مسلمانوں کے سیاسی، معاشرتی اور علمی زوال نے ان کو ان کے شاندار ماضی سے محروم کر کے یورپ اور امریکہ کی ڈھنی اور جسمانی غلامی کے شکنچے میں کس دیا ہے۔ علم و فن کی دنبا میں اس وقت مسلمانوں کی اپنی شکنچتہ حالی یہ ہے کہ وہ نہ صرف اپنی علمی میراث کے وارث بننے کی صلاحیت سے محروم ہیں بلکہ ان کی نئی نسل کو اپنے عظیم علمی ماضی کے بارے میں ابتدائی معلومات تک حاصل نہیں ہیں۔ آئے دن امریکی اور یوروپی متصحّب موئین ہمیں اور مصنفوں مسلمانوں کی جہالت اور ان کے غیر مہذب ہونے کے بارے میں ایسے افسانے تراشتے رہتے ہیں کہ الحفیظ والا مان! ہماری بد قدمتی کے متصحّب، نام نہاد مُستشرقین کے من گھڑت پروپیگنڈے کی زد میں آ کر اکثر مسلمان اساتذہ اور پروفیسر بھی نادانتگی میں اپنے طالب علموں کو خود اپنے ہاتھوں مایوسی کے اتحاد انہیروں میں چھیننے کا سامان کر رہے ہیں۔ یہ لوگ سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں مسلمان طالب علموں کو یورپ کے پروفیسروں کے علمی کارناموں کی ایسی الف لیلیوی داستان سناتے ہیں، کہ ہمارے طالب علم ان کے خود ساختہ علمی کارناموں کے چکر میں آ کر یہ بھتے ہیں کہ جیسے جدید علوم و فنون کے باñی یورپ کے اساتذہ اور علماء ہی ہیں۔ ان داستانوں میں ماضی کے علمی اور سائنسی کارناموں کا کوئی ذکر۔ درحقیقت یہ ہی وہ مسلمان علماء اور فضلاء تھے کہ جن سے عیسائی اور یہودی طباء نے جدید علوم و فنون سیکھ کر ان کو امریکہ، یورپ، روس اور آسٹریلیا کے دور دراز ممالک میں پہنچایا۔ اور جن کی وجہ سے آج اقوام مغرب پوری دنیا پر غالب ہیں۔

دین اسلام کے پیروکاروں پر نافع علوم و فنون کا حاصل کرنا فرض ہے۔ اہل طریقت کا بھی دینی فریضہ ہے۔ کہ وہ تعلیماتِ اسلامیہ کی روشنی میں جدید علوم و فنون سے بھر پور استفادہ کریں اور اپنے زیر اثر افراد معاشرہ کو بھی نافع علوم و فنون کے حصوں کے لیے آمادہ کریں۔ اپنے مریدوں اور شاگردوں کو علم و فن کی اہمیت سے آگاہ کریں تاکہ وہ ملک و ملت کی تعمیر کا فریضہ بخوبی ادا کر سکیں۔ علم و حکمت ایک ایسی دولتِ خداوندی ہے کہ جس کے ذریعے امت مسلمہ دنیا میں اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کر سکتی ہے۔ وقت کی اہم ضرورت ہے کہ امت مسلمہ ایک بار پھر دنیا میں ایک ایسی باوقار، نافع علوم و فنون سے مزین، شاکستہ، بالاخلاق اور مہذب قوم بن جائے کہ ماضی کی طرح دیگر اقوامِ عالم ان سے اسباق اخلاق حاصل کریں۔ دنیا میں امن، سکون اور آشتی سے رہیں اور دوسروں کو بھی امن سے جینے کا حق دیں۔

نظریہ پاکستان کی آئینی اہمیت

تحریک پاکستان کا منشور اور موجودہ پاکستان

صاحبزادہ مسکین فیض الرحمن درانی مرکزی امیر تحریک منہاج القرآن انٹرنشنل

نظریہ پاکستان کی بنیاد قرآنی فلسفہ انقلاب اور نظریہ کائنات پر قائم ہے۔ اسلامی ریاست پاکستان کے آئینیں کی اساس بھی اللہ جل شانہ کی حاکیت اعلیٰ پر استوار ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنی تحقیق کردہ پوری کائنات، انسانوں اور زمینیوں کا خالق، مالک، حکمران، بادشاہ، مدد بر اور منتظم مطلق ہے۔ کائنات کی ہر شے اللہ جل شانہ کے اقتدار اعلیٰ اور حاکیت کی تابع اور اس کے آگے مستخر ہے۔ اللہ جل شانہ کے علاوہ کائنات میں حاکیت کا کسی مخلوق کو حق ہے اور نہ کسی کا اس میں کوئی حصہ ہو سکتا ہے۔ ہر حکم کا اختیار اُسی کو ہے، اور ہر فیصلے کا مختار بھی وہی ذات کیتا ہے۔ سورہ الکھف کی ۲۶ ویں آیہ کریمہ میں ارشادِ بانی ہے:

”مَالَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَلِيٌّ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا“

(مخلوق کے لیے اس کے سوا کوئی ولی اور سرپرست نہیں اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا) اختیار سارے کا سارا اللہ کا ہے۔ انسانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے۔ اور سارے معاملات اسی کی طرف رجوع کئے جاتے ہیں۔

اللہ کا حکم اور اس کا قانون اللہ کے رسول ﷺ کے ذریعے انسانوں تک پہنچا ہے۔ نبی مکرم ﷺ کی شریعت اُنہی کے شارع، قرآن حکیم کے رموز و اسرار کے شارح اور نظامِ مصطفیٰ کے نفاذ، قیام، انتظام اور انصرام کے منتظم اعلیٰ، مدد بر اور دنیا کے لوگوں کے معلم اعظم ہیں۔ بخشش مبارکہ کے بعد آپ ﷺ نے اپنے قول و فعل اور اسوہ حسنہ کے ذریعے نظامِ مصطفیٰ اور اسلامی ریاست کے امور کی تشریح فرمائی۔ چونکہ آپ کی ذات مقدسہ کی آئینی حیثیت ”خلفیۃ اللہ“ کی ہے اور آپ اللہ تعالیٰ کی حاکیت اعلیٰ کے نمائندہ ہیں، لہذا آپ ﷺ کا حکم اللہ کا حکم ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد ہے۔

”وَ مَنْ يُطِعِ الرَّوْسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ“ (النساء، ۳: ۸۰)

(اور جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی۔ اس نے دراصل اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اطاعت کی)

سورہ نساء کی ۱۵۱ ویں آیہ کریمہ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

”اور جو شخص رسول ﷺ سے اختلاف کرے، جب کہ ہدایت اس پر واضح ہو چکی ہو۔ اور وہ ایمان لانے والوں کی راہ سے جدا راہ چلے اسے ہم اس (گمراہی) کی طرف پھیر کھیل گے، جدھروہ خود پھر گیا ہے، اور اس کو جہنم میں ڈالیں گے اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے“

سورہ الحشر کی ساتویں آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

”اور جو کچھ رسول ﷺ تمہیں عطا فرمائیں۔ سو اسے لے لیا کرو۔ اور جس سے تمہیں منع فرمائیں سو (اس سے) رک جایا کرو، اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اور نہ تمہارے دل اس پر تنگی محسوس کریں، بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔“

سورہ نساء کی پنیسویں ویں آیت میں اللہ جل مجدہ نے ان لوگوں کو مومن مانتے سے ہی انکار فرمایا ہے جو اختلافات کے فیصلہ کے لیے اللہ کے حبیب مکرم ﷺ کو اپنا حاکم نہیں بناتے اور آپ ﷺ کے فیصلوں پر اپنے دلوں میں تنگی پاتے ہیں۔ (یعنی ان فیصلوں کو ناپسند کرتے ہیں) صحیح مومن صرف وہ ہوتے ہیں، جو آپ کے احکامات کو بخوبی فرمان برادری کے ساتھ قبول کر لیں۔

(ان آیات کریمہ کی روشنی میں پاکستان کے قانون ساز اداروں میں قانون سازی اور تنقیدی اداروں میں قانون کا نفاذ کرنے والوں کو اپنے کردار کا از سر نو جائزہ لینا ضروری ہے)

دنیاۓ ارضی میں خلافت کے لیے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انسان کا انتخاب کیا۔ اس کو شرف انسانیت سے نوازا اور اس کو ارادہ، عمل اور اختیار کی آزادی عطا فرمائی، اس کو علم، عقل اور وجدان عطا کیا اور تحریر کائنات کا اہل بنایا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انسان کو فطرۃ بالقوہ اور فطرۃ بالفعل مرحمت فرمائے۔ اس کو نیکی بدی، حق و شر، صحیح اور غلط باتوں کو سمجھنے کا شعور دیا۔ اس کی جدوجہد اور جذب مقاومت و مداومت کو تیز تر بنانے کے لیے شیطان کو تخلیق کیا۔ نوع انسانی کو دو قوی نظریہ دیا، یعنی انسانوں کو دو جماعتوں کا شعور دیا۔ ایک اللہ کی جماعت جس کو حزب اللہ اور قومِ مسلمین کہا گیا اور دوسری وہ جو اللہ کی ذات کی نفی کرنے والوں اور اس کے احکام کونہ مانے والوں کی جماعت ہے۔ یہ کفار، مشرکین اور ملحدوں کی جماعت ہے جس کو حزب الشیطن یا جماعت الکافروں کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ، اس کے رسولوں اور انبیاء کے احکامات کو مانے اور اللہ کے احکام پر عمل کرنے والے لوگوں کی جماعت اور اللہ کے دین پر عمل نہ کرنے والے لوگوں کی جماعت؛ مشیت ایزدی کے مطابق یہ دونوں جماعتیں ازل سے ابد تک رہیں گی۔ تاکہ انسان کی آزمائش مسلسل ہوتی رہے۔ اس تقسیم کی رو سے گویا پاکستان کی تخلیق کرنے والوں اور اللہ کی مرضی کے مطابق اس کی تغیر اور تکمیل کرنے والے افراد کا تعلق جماعتِ مسلمین سے ہے اور پاکستان کو غیر اسلامی افکار اور سیکولر نظریات کے تحت لانے والے لوگوں کا تعلق

نظریہ پاکستان اور اسلامی فکر کے مخالف گروہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نوع انسانی کی قیادت اور دنیا پر آخری غلبہ حاصل کرنے والے افراد کو اپنی جماعت کے لوگ کہہ کر مخاطب کیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

”كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَا وَرُسُلُنَا“ (المجادلة، ۵۸: ۲۱)

(اللہ تعالیٰ نے یہ لکھ دیا (یعنی طے کر لیا ہے) کہ بے شک میں اور میرے رسول ﷺ (باطل کے مقابلے میں) غالب اور فتحیاب ہوں گے)

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی راہنمائی کے لیے ایک مثالی قیادت نبی محتشم ﷺ کی صورت میں اور خلافت اللہ فی الارض کے قیام کا مقدس مشن دین اسلام کی شکل میں عطا فرمایا۔ ارشادربانی ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ . (الاحزاب، ۳۳: ۲۱)

”درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسول ﷺ میں ایک بہترین نمونہ ہے۔“

یعنی مادی، اخلاقی، روحانی زندگی کے لیے، سیاست، معیشت، معاشرت، عدالت، حکومت اور میدان جنگ کے لیے آپ ﷺ کا اسوہ حسہ بہترین نمونہ ہے۔ نبی مکرم ﷺ کے اسوہ حسہ سے مسلمانوں کو اسلامی ریاست کی تشکیل، نظام مصطفیٰ کے قیام اور دنیا میں کامیاب عملی زندگی کو چھ بنیادی ستونوں پر قائم کرنے کی راہ نمائی ملتی ہے:-

1- عزم مضموم اور یقین کامل (strong conviction)

هر قسم کے نامساعد حالات، مصائب، شدائد اور ابتلاء میں نصب اعین کے حصول اور اسلامی مشن میں کامیابی کے لیے صبر و استقامت اور عزم و حوصلہ سے ثابت قدم رہنا اور غلبہ حق کی خاطر داخلی اور خارجی محاذوں پر تمام باطل، طاغوتی، استھانی اور منافقانہ قوتوں کے خلاف غیر مصالحانہ انقلابی جدوجہد فیصلہ کن مرحلہ تک جاری رکھنا لازم ہوگا۔

2- تعمیر قیادت (development of muslim leadership)

ایک روحانی الذہن معاشرہ کی تشکیل، تعمیر اور تکمیل کے لیے اسلامی ریاست کے لیے ایسے نیک، باصلاحیت، دانشمند اور مخلص انسانوں کی مناسب تعلیم و تربیت اور ذہنی افواہ کا بندوبست کرنا لازم ہوگا کہ جو بنی نو ع انسان کی بے لوث خدمت اور قیادت کا فریضہ ادا کر سکیں۔ اسلامی ریاست کے قائدین اور اداروں کے عمال و حکام کے لیے لازم ہوگا، کہ ان کی زندگی کی تمام ترجیح و جہد میں محرک عمل رضاۓ الہی کی ہمہ وقت تلاش و جبوتو ہو اور ان کے اعمال کی اساس مطالبات حق (demand of rights) کی بجائے ایتائے حق (fulfilment of obligations) پر قائم ہو۔ یعنی اپنا حق حاصل کرنے سے پہلے افراد معاشرہ کو ان کے پورے کے پورے حقوق دینا۔ اس طرح ایک دوسرے کی تقلید کرتے ہوئے معاشرے کا ہر فرد دوسرے کی خدمت کو اپنا شعار بنائے

اور کوئی فرد بھی بلا تمیز رنگ، نسل، قوم، قبیلہ اور مذہب زندگی کی ضروری بنیادی سہولتوں سے محرومی کا شکار نہ ہونے پائے۔ تعلیمات نبوی سے آراستہ اسلامی معاشرہ کے ان تربیت یافتہ اور مختص افراد کی جدوجہد کا مقصود و منتهاء یہ ہو گا، کہ اسلامی ریاست میں ہنسنے والے ہر شخص کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو موجبات خوف و غم (روٹی، کپڑا، مکان، صحت، تعلیم، غربت، بے روزگاری، امن و امان اور عدم انصاف سے بیدا ہونے والے تقلیرات اور اندیشوں سے) سے پاک اور آزاد رکھا جائے۔

نکتہ شرع مبین این است وابس!

کس نہ باشد در جہاں محتاج کس

3- اقدام (offence)

اسلام دشمن قوتیں جب اسلامی ریاست، اسلامی معاشرہ، اسلامی تہذیب و تمدن، اسلامی اقدار اور اسلامی طرز زندگی کو ناپاک اور آلودہ کرنے کے لئے فکری، نظریاتی، علمی، ثقافتی اور عملی ہتھکنڈے استعمال کریں، اسلامی ریاست کے عوام کے خلاف سازشیں کریں یا مسلمانوں پر جارحیت کے لیے ہتھیار اٹھائیں یا اسلامی ریاست کی سرحدوں پر حملہ تو ہوں تو اسلامی ریاست اس کی بھرپور اور سخت مزاحمت کرے۔ مسلمانوں کا مزاحمانہ طریق فقط مدافعانہ (defensive) چالپوسانہ، خوشامدانہ اور کمزوری دکھانے والا نہ ہو، بلکہ اسونہ نبی ﷺ کی تقدیم میں ایسا بخرا تمدنانہ اور جارحانہ (offensive) ہو کہ دشمن ان کو کمزور نہ سمجھیں اور جارحانہ کارروائی کی ہمت نہ کریں۔ اسلامی ریاست ہرگز ایسا کمزور مصالحانہ روایہ اختیار نہ کرے۔ کہ دشمن اس کی مصالحت کو کمزوری پر محوال کر کے جارحانہ اقدام کی جرأت کرے۔ نبی مکرم ﷺ اس حقیقت سے بخوبی آگاہ تھے کہ قوموں کی زندگی میں دشمن کے خلاف بروقت اقدام قومی حیات کا ضامن ہوتا ہے اور دشمن کے ساتھ مصالحت کے لیے زیادہ نرمی دکھانا کمزوری اور موت کا پیش خیہہ ہوتی ہے (موجودہ دور میں تو اسرائیل اور اقوام مغرب اس طرح کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں کہ خود حفاظتی کارروائی یا شفعانہ دفاع (preemptive defence) کے نام سے جارحانہ اقدام (offensive) کر کے صرف مخالف سوچ رکھنے والے کو بھی بتاہ کر دیتے ہیں۔) یہ حقیقت ہے کہ دفاع تو زمین پر رینگنے والے کیڑے مکوڑے بھی کر لیتے ہیں۔ بہادر اور زندہ قومیں فقط دفاع کو بزدیلی اور کمزوری سے تعبیر کرتی ہیں۔ مسلمان کی زندگی عزم مصمم سے عبارت ہے۔ مسلمانوں پر جہاد کس وقت فرض ہو جاتا ہے؟ قران کریم کی واضح پہلیات کی روشنی میں ہر مسلمان پر اس کا جاننا اور سمجھنا پر واجب ہے۔ اسلامی ریاست کے متعلقہ عالمین پر لازم ہوتا ہے کہ وہ دشمن قوتوں کے جارحانہ ارادوں کا ہر وقت نظر غائر سے جائزہ لیتے رہا کریں، ان کو ہر وقت پوری طرح باخبر رہنا چاہیے کہ دشمن ان کے خلاف کس قسم کی سازش میں مصروف ہے اور اسلامی ریاست کے خلاف کس قسم کی طاقت اور قوت جمع کر رہا ہے، وہ اسلامی ریاست کے دشمنوں کے ساتھ کس قسم کی ساز باز کر رہا

ہے اور اسلامی ریاست کے اندر اپنے جاسوسوں اور ایجنسیوں کو کس طرح تیار کر رہا ہے۔ اسلامی ریاست کے حکمرانوں پر واجب ہے کہ وہ دشمن کی اس قسم کی کاروانیوں کا بروقت سڑ باب کریں۔ جب دشمن کے ارادہ (intention) کے بارے میں معلوم ہو جائے، کہ وہ حملہ کرنے کی تیاری کر رہا ہے اور کسی وقت بھی حملہ کر سکتا ہے۔ تو مصدقہ اطلاعات کے ملنے پر اسلامی ریاست پر جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلامی ریاست ہر وقت ڈنی طور پر دشمن کے جارحانہ اقدامات کے خلاف اقدام کے لیے تیار ہے۔ اسلامی ریاست کے حکمرانوں کے لیے یہ امر قطعی حرام ہے کہ وہ کسی دوسری اسلامی ریاست پر حملہ آور ہونے کے لیے اسلام دشمن کوتوں کا ساتھ دے۔ اور ان سے کسی قسم کا عسکری یا غیر عسکری تعاون کرے۔

قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر جہاد کے رموز و اسرار، اسلامی جہاد کے مقاصد، جنگ سے متعلق اسلامی ریاستی قوانین، بین الاقوامی قوانین جنگ، اسلامی فلسفہ جہاد، اسلامی نظام قصاص و دیت، جہاد و قتال کی فرضیت، اسلامیان عالم کے لیے ایمان کی شرائط میں جہاد کا مقام، جہاد کے بارے میں قرآن کا عملی تصور، جہاد کی اقسام؛ جہاد بالعلم، جہاد بالمال، جہاد بالنفس اور جہاد بالقتل پر تفصیلی مباحث مسلمانوں کی راہنمائی کے لیے موجود ہیں۔ اسلام اور جہاد لازم و ملزم ہے، جہاد دین کا جزو لا یتفک ہے، یہ ایک مکمل عبادت ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی طرح جہاد کے فلسفہ کو پوری طرح سمجھ کر مکمل آداب کے ساتھ ادا کرنا واجب ہے۔ اسلامی شریعت کے مطابق امت کا ہر شخص اپنے طور پر جہاد بالقتل شروع کرنے یا اس بارے میں فتویٰ دینے کا مجاز نہیں ہوتا۔ کفر اور اسلام کی جنگ میں اسلامی ریاست پر فرض ہوتا ہے کہ وہ اعلان کرے کہ دشمن کے خلاف کس وقت اور کس طریقے سے جہاد کرنا ہے، امت کے کسی فرد یا گروہ کے لیے از خود کسی ملک یا قوم کے خلاف جہاد بالقتل کا اعلان کرنا حرام ہے، ایک مسلمان کی جان، مال اور عزت پر بہر حال جب کوئی دشمن حملہ آور ہو، تو اپنی حفاظت کے لیے جنگ کرنا اس کا حق ہوتا ہے۔ جامع ترمذی میں حضرت سعید بن زیدؓ سے مردی ہے کہ نبی مکرم ﷺ سے انہوں نے یہ فرماتے ہوئے سن: ”جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے، جو شخص اپنے دین کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے، وہ شہید ہے۔ جو شخص اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے۔ وہ شہید ہے۔ اور جو شخص اپنے اہل و عیال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے۔ وہ شہید ہے۔“

4- طاقت (power)

جاہل اور شکست خورده ذہن کے لوگ وقت کی رو میں بہہ جاتے ہیں اور زمانے کے ساتھ چلتے ہیں، لیکن ایک سچا مومن اور مسلمان زمانے کو اپنے دینی اقدار کے سانچے میں ڈھال لیتا ہے۔ وہ زمانے کو اپنے ساتھ

لے کر چلتا ہے۔ اسلامی ریاست کے لیے اسوہ نبی ﷺ کی اتباع میں دنیا کے ہر ملک اور قوم کے مقابلے میں زیادہ طاقت، قوت، صداقت، عدالت، اور نظم و ضبط کا اہتمام کرنا لازم ہوتا ہے، اس ضمن میں نبی مختار ﷺ کی پیروی اور اتباع ریاستی پالیسی اور طریقہ کار کی بنیاد ہونی چاہیے۔ اس بنیاد پر عسا کرا اسلامیہ کی ہر قسم کی حرbi ضرورت کا پورا کرنا اسلامی ریاست کا اولین فرض ہوتا ہے۔

5۔ اقتدار (sovereignty)

امت مسلمہ پر واجب ہے، کہ وہ اسلامی ریاست کو ہر لحاظ سے ایسی مقدار ریاست (sovereign state) بنائے جس کا دستور اسلامی ہو کیونکہ ایک اسلامی نظریاتی ریاست کسی دنیاوی دستور کی متحمل اور ماتحت نہیں ہو سکتی۔ نظریہ کائنات کے نفاذ کے لیے اسلامی ریاست کا مکمل خود مختار اور مقتدر ہونا لازم ہوتا ہے۔

6۔ مسلسل جدوجہد (continuous struggle)

اسوہ حسنہ کی روشنی میں یہ امر لازم ہے کہ اسلامی نظریہ کی بنیاد یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی اساس طبیبہ پر جب اسلامی ریاست قائم ہو جائے اور اس کے انتظام و انصرام کے لیے اہل، باصلاحیت، دیندار اور متقی مصبداروں کا انتخاب شریعت کے مطابق مکمل ہو جائے اور ریاست کے سب ادارے عوام کو عدل و انصاف فراہم کرنے میں مستعد ہوں تو ہر الہکار پر واجب ہوتا ہے کہ وہ ریاست کو مستحکم اور طاقتور بنانے کے لیے ہمہ وقت چدو جہد میں مصروف رہے۔ کسی شخص کا ایک لمحہ بھی غفلت میں نہ گزرے، ریاست کا ہر شخص اسلامی نظم کی ہمہ جتنی افادیت کا مظہر ہوتا کہ دنیا کے لوگ اسلامی ریاست کے ہمہ گیر اصولوں؛ عدالت، صداقت، نظم و ضبط، قوت اور طاقت سے متاثر ہو کر دین اسلام کی آغوش میں آئیں اور دنیا پر نظامِ مصطفیٰ کی افادیت زیادہ سے زیادہ آشکارا ہو جائے۔

جدوجہد آزادی اور تحریک پاکستان کا منشور

نظریہ پاکستان کی آئینی اور دستوری اہمیت، اسلامی ریاست کے حکام اور عوام کے لیے اسوہ حسنہ اور نبوی تعلیم و تربیت پر عملدرآمد کی ضرورت کے مختصر جائزہ کے بعد ہم اب اُس عہد و اقرار کی بات کرتے ہیں کہ جس کی بنیاد پر مسلمانان ہند نے تحریک پاکستان کی مہم کا آغاز کیا تھا۔ تحریک پاکستان کے قائدین نے مسلمانان بر صیر کے سامنے تحریک پاکستان کا جو نصب العین اور منشور (manifesto) رکھا تھا۔ اس کی رو سے مسلمانوں نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے ”پاکستان کا مطلب کیا۔ لا اللہ الا اللہ“ کا نعرہ لگا کر یہ عہد کیا تھا۔ کہ پاکستان کے قیام کے بعد وہاں ایک اسلامی معاشرہ کی بنیاد رکھی جائے گی اور اسلامی مملکت قائم ہو گی۔ پاکستان کا ریاستی بندوبست نظامِ مصطفیٰ کے تحت ہو گا۔ پاکستان کا ہر ادارہ عوام کو عدل، انصاف اور سماجی فلاح و بہبود بہر صورت مہیا کرنے کے اصول کی بنیاد پر کام کرے گا۔ ملک سے موجبات خوف و غم؛ افلاس، غربت، یروزگاری اور مہنگائی کا خاتمه کیا

جائے گا۔ تعلیم اور صحت کی سہولتیں ہر شہری کو فراہم کی جائیں گی۔ اسلامی ثقافت کا احیاء ہو گا۔ ہر شہری کی عزت و آبرو، چادر اور چار دیواری، جان و مال اور املاک و اموال کی حفاظت ریاست کی ذمہ داری ہو گی۔ حکمرانوں، حکام، عمال اور ہر امیر و غریب شخص کا بے لگ محاسبہ ہو گا۔ عدیہ اور اختساب کے ادارے فیصلے کرنے میں آزاد اور خود مختار ہوں گے۔ یہ دونوں ادارے اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی مکرم ﷺ کی شریعت اور احکام کے تابع ہوں گے۔ اور احکام شریعت کے نفاذ میں کسی سربراہ مملکت یا کسی اور انتہائی کے زیر تسلط اور تابع نہیں ہوں گے۔ اسلامی ریاست کا قانون قرآن و سنت پر مبنی ہو گا۔ اور سربراہ مملکت بھی اسلامی عدالت عالیہ کے سامنے جوابدہ ہو گا۔ علوم نافع کو ترقی دی جائے گی۔ تینی فطرت سے متعلق علوم یعنی سائنس اور تینیں الوبی کی ترقی اور افزائش پر خصوصی توجہ دی جائے گی۔ عساکر اسلامیہ کو مضبوط سے مضبوط تر بنایا جائے گا۔ ملک کی ارضی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کا فریضہ فرائض دینی کی تکمیل کے طور پر ادا کیا جائے گا۔ دشمن کی جانب سے ہر طرح کی عسکری، ثقافتی اور تہذیبی جاریت کا مقابلہ قومی سطح پر کیا جائے گا۔ تمام اداروں میں فیصلے بلا تمیز رنگ، نسل، زبان، قوم، قبیلہ، خاندان اور مذهب کلی طور پر قرآن و سنت پر مبنی عدل اور انصاف کے تقاضوں کے عین مطابق (on merit) کئے جائیں گے۔ مملکت کے تمام شہریوں کے حقوق مساوی ہوں گے۔ اور کسی حاکم یا مقندر شخصیت کو کسی عام شہری پر تفویق حاصل نہ ہو گا۔ آپس کے ہر قسم کے تنازعات کو باہمی تصادم کا سبب نہیں بننے دیا جائے گا اور ان کا فیصلہ قرآن و سنت کے مطابق کیا جائے گا۔ اسلامی نظریاتی ریاست کا نظام میثاق فلاحی ہو گا۔ اور کوئی شخص کسی دوسرے شخص کا محتاج نہ ہو گا۔ شریعت اسلامیہ کے مطابق کوئی شخص مخلوق خدا کا رازق بننے اور عوام کو روٹی کپڑا مکان دینے کا دعویٰ کرنے کا مجاز نہیں ہوتا۔ رازق صرف اللہ ہے، حکمرانوں کو بھی اللہ سے رزق حلال کی طلب کرنا چاہئے۔ مملکت اور عوام الناس کو ایکدوسرے کے تعاون سے زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی ہو گی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دینے ہوئے اسباب و وسائل کا موثر اور دیانتدارانہ استعمال کر کے اجناس خوردانی اور عوام کے لیے درکار دیگر اشیائے ضروریہ کی زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کریں۔ تا کہ اسلامی ریاست کی عوام آسودہ حال اور کسی دشمن ملک کی امداد کی محتاج نہ ہو۔

اسلامی ریاست پر پیداوار میں اضافہ کے لیے ہر قسم کے ریاستی وسائل و اسباب کا موثر استعمال لازم ہوتا ہے۔ کیونکہ ریاستی وسائل و اسباب اللہ عزوجل کی امانت ہوتے ہیں۔ اسلامی ریاست کا فرض ہوتا ہے کہ دولت اور وسائل زندگی چند ہاتھوں میں مرکوز نہ ہونے پائیں تا کہ سرمایہ دار اور ذخیرہ اندوز ضرورتمندوں کا استھان (exploitation) نہ کر سکیں۔ دین اسلام میں دولت کا ارتکاز، اکتناز اور احتکارِ مال کا شمار سخت ترین مکروہات اور افعال شیعہ میں ہوتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے: ”ہر (روبرو) اور (پس پشت) عیب جوئی کرنے والے کے لیے ہلاکت ہے۔ (یہ وہ حریص اور خسیں ہے) جو مال جمع کرتا (اُسی دھن میں گرفتار رہتا) اور اس کو گن گن کر رکھتا ہے۔ وہ خیال کرتا ہے۔ کہ اُس کا مال اس کے ساتھ ہمیشہ رہے گا۔ ہرگز نہیں۔ (اُس کا مال، اُس

کی اولاد سب اسی دنیا میں رہ جائے گی۔ البتہ اس کا ہوس زر اور بد اعمالیاں اس کے ساتھ جائیں گی) وہ یقیناً طلمہ (یعنی روندے والی آگ) میں ڈالا جائے گا۔ (الهمزة: ۱، ۲، ۳، ۴)

اللہ تعالیٰ کے احکامات، نبی مکرم ﷺ کا اسوہ حسنہ، نظریہ پاکستان کی آئینی اہمیت اور تحریک پاکستان کے منشور کی روشنی میں موجودہ پاکستان کے ہولناک حالات پاکستان کے عوام کے سامنے ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد چونٹھ سالوں میں پاکستان کو موجودہ مصائب، مشکلات اور ان سب کریباں کا حالات تک کس نے پہنچایا؟ وہ کون لوگ تھے کہ جن کے مکروہ عزائم اور سیاہ کرتوں کی وجہ سے مملکت خداداد پاکستان دلخت ہوا۔ کس نے بچے کچھ آدھے پاکستان کو لوٹا اور کون موجودہ دور میں اس کو بربی طرح اور مسلسل لوٹنے میں مصروف ہے۔ کون اس کو دنیا کی نظر میں ایک ناکام ریاست (rogue state) ثابت کرنے میں مصروف ہے، کون ملک پاکستان کو چار ٹکڑوں میں تقسیم کر کے بھارت کی تحولی میں دینے کے مکروہ منصوبے پر عمل پیرا ہے۔ کون آزاد کشمیر کو بھارت کے مقبوضہ کشمیر کے ساتھ ملانے کے درپے ہے۔ ان تمام عناصر، عوامل، اور اسباب کی حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لینے اور دشمن کے مکروہ عزم کا مقابلہ کرنے میں پاکستان کی بقاء کا راز مضمرا ہے۔ آج پاکستان کی نوجوان نسل کا سب سے بڑا قومی فریضہ یہ ہے، کہ وہ جلد از جلد اس حقیقت سے باخبر ہو جائے کہ ان کے پیارے وطن عزیز کو تباہ کرنے والے افراد کون ہیں، ان کا طریقہ واردات کیا ہے اور وہ کس نظام اور حکمت عملی کے تحت ملک عزیز کو تباہ کر رہے ہیں؟

قیام پاکستان کے بعد حضرت قائد اعظم^ر اور بزرگ زبانی ملت کے جہان فانی سے رخصت ہونے کے بعد اس کے قیام کے نظریاتی مخالفین، بھارتی ایجنسیوں اور اسلام دشمن طاقتوں نے مختلف سازشوں اور حیلوں سے اپنے زیر اثر گماشتہ، فکری غلاموں، سیاسی لشیروں، وڈیروں، جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کو مملکت خداداد پاکستان کے کلیدی سیاسی، معاشری، عمرانی اور حکومتی مناصب پر کسی نہ کسی طرح برآمد کر کے تمام سیاہ و سفید کا ماںک بنادیا۔ پاکستان پر قبضہ کرنے والے ان ٹوٹی حکمرانوں کا تحریک پاکستان سے براہ راست کسی قسم کا ویسے بھی کوئی نظریاتی اور عملی تعلق نہ تھا۔ شومی قسمت کے تحریک پاکستان کے حقیقی مجاہدین یا تو اس اثناء میں اللہ کو پیارے ہو گئے، یا ان کو شہید کیا گیا اور مخلص اور محبت وطن پاکستانیوں کو ملک میں راجح انتخابی نظام کی وجہ سے امور مملکت سے دور رکھا گیا۔ دوسری جانب ملک عزیز کے جمہوری نظام کو بار بار فوجی آمریت نے بھی اپنے بوٹوں تلتے چکلا۔ تعلیمی اداروں، سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں، پاکستان کے نیشنل سنٹر، پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر ناجائز قبضہ کر کے پاکستان کے مخالفین نے کھلمنکھلانظریہ پاکستان کے خلاف اپنے مکروہ خیالات کا اظہار شروع کیا اور اس دور یعنی قیام پاکستان کے وقت نوجوان نسل یا موجودہ دور کی بوڑھی نسل کے ذہنوں کو اپنے مذموم نظریات سے بُری طرح زہر آؤ دیا۔ انہوں نے اُس وقت بھی بھرپور پوچینڈا کیا اور آج بھی موجودہ دور کی نوجوان نسل کے سامنے

بیانگ دہل کہہ رہے ہیں کہ:-

1- اسلامی نظریہ کائنات یا نظریہ پاکستان میں ایک مذہبی تجھیل ہے، جس کا دنیا کے موجودہ معاشری اور معاشرتی حالات میں کسی قسم کا عمل خل نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ ایک ایسا بے اثر اور بے کار خیال میں ہے۔ کہ جس کی وجہ سے پاکستان معاشری اور معاشرتی طور پر مسلسل تباہ ہو رہا ہے۔

2- علامہ اقبال، قائد اعظم اور پاکستان کے لیے جدوجہد کرنے والے اکابرین کا ”دولتی نظریہ“ میں ایک جذباتی نعرہ تھا۔ جو برطانیہ اور ہندوستان کے خلاف مسلمانوں کے جذبات کو بھڑکانے اور اشتغال دلانے کے لئے لگایا گیا تھا۔ پاکستان دولتی نظریہ کی بنیاد پر نہیں بنتا تھا۔ یہ ایک اتفاق تھا اور عالمی سطح پر برطانیہ کے زوال اور جنگ عظیم دوم میں اس کو درپیش نہ مساعد حالات کی وجہ سے بنا۔ حکومت برطانیہ دنیا بھر میں اپنی مقبوضات اور کالوینیوں پر چونکہ مزید تسلط قائم رکھنے کے قابل نہ رہی تھی۔ لہذا اس کو اپنی دوسری کالوینیوں کی طرح ہندوستان کو بھی آزاد کرنا پڑا۔ جس کے نتیجے میں پاکستان بھی حداثتی طور پر معرض وجود میں آیا۔ اگر جنگ عظیم دوم میں برطانیہ کی یہ خستہ حال نہ ہوتی۔ تو پاکستان کبھی معرض وجود میں نہ آتا۔ اور نام نہاد دولتی نظریہ کی اہمیت خاک بھی نہ ہوتی۔

3- اگر پاکستان نہ بنتا تو انگریز کے چلے جانے کے بعد آج اکٹھ بھارت دنیا کی ایک عظیم سلطنت ہوتی اور اکٹھ بھارت میں رہنے والے مسلمانوں کی حالت بہت بہتر ہوتی اور آج پاکستان میں بننے والے مسلمانوں جیسی نہ ہوتی۔ جو بھوک، مہنگائی اور غربت کا شکار ہیں۔ مسلمانوں کے لئے ہندوستان میں زبان، مذہب، ثقافت اور فلسفہ زندگی کا اختلاف معمولی نوعیت کا تھا۔ ایسا اختلاف دنیا کے ہر ملک میں ہوتا ہے جہاں تک مسلمانوں کے مذہبی آزادی کا تعلق تھا، تو اکٹھ بھارت میں وہ مسلمانوں کو اسی طرح مل جاتی، جس طرح مسلمان حکمرانوں کے دور میں ہندوؤں اور سکھوں کو حاصل تھی۔ پاکستان بنانے والوں نے آخر کار دیکھ لیا ہے۔ کہ موجودہ دور میں پاکستان ہر لحاظ سے کتنا کمزور اور بھارت کتنی مضبوط ریاست ہے۔ پاکستان چھوٹا ملک ہے، اس کے وسائل بہت کم ہیں، یہ کبھی بھی ایک ترقی یافتہ ملک نہیں بن سکتا ہے۔ اب بھی بہتر یہ ہے کہ پاکستان اٹلیا کے ساتھ فیڈریشن بنالے۔ اور اس کے زیر گنگیں رہ کر معاشری ترقی کرے۔

4- دین، مذہب، نظریہ اور فلسفہ حیات ویسے بھی یہ سب ذاتی نوعیت کے معاملات ہوتے ہیں۔ پاکستان میں ریاست، سیاست اور ہمہ جہت قومی معاملات میں ان کا کوئی عمل خل نہیں بن سکتا ہونا چاہیے۔

پاکستانی لبادے میں ملبوس بھارتی ایجنسٹ اور نظریہ پاکستان کے مخالف موجودہ سیاسی اور انتخابی نظام کے پروردہ سیاستدان، اسلام دشمن سو شلسٹ، لکیونسٹ اور سرمایہ دارانہ نظام کے حامی نام نہاد دانشور، اور وہ پاکستان دشمن عناصر کے جن کو پاکستان کا ایٹھی طاقت کا حامل ہونا ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ اپنے مکروہ پر پیگنڈہ کے ذریعے تعلیمی اداروں، اسلام دشمن این جی اوز، پرنٹ اور الیکٹرائیک میڈیا میں اپنے زرخیز ایجنسٹوں اور اسلامی نظریہ کے مخالف سیاستدانوں، اشتراکی ذہن رکھنے والی جماعتوں اور خاص کر بھارتی مالی امداد کے بل بوتے پر

حکومت کرنے والی سیاسی اور مذہبی لبادہ اوڑھے سیاسی جماعتوں کے ایجنٹوں کے ذریعے مسلسل نوجوان نسل کے اذہان کو نظریہ پاکستان کے بارے میں زہر آلو کرنے اور نوجوان پاکستانی نسل کو پاکستان کے مستقبل کے بارے میں شدید احساس کمتری کا شکار کرنے میں مصروف ہیں۔

وقت کی ضرورت ہے کہ نظریہ پاکستان اور اسلام کے ہمہ گیر نظریہ وحدت ملت پر ایمان رکھنے والے محبّ وطن پاکستانی زعماء، دانشوار اور پاکستان سے محبت کرنے والے افراد، جماعتوں اور ادارے نوجوان نسل اور ملت اسلامیہ کی بیداری شعور کا اہتمام کریں، نوجوانوں کو نظریہ پاکستان کی حقیقت سے آگاہ کریں اور ان کو بتائیں کہ اس بچے کچھ آدھے پاکستان کی بقا کا راز صرف اور صرف نظامِ مصطفیٰ کے قیام، نظریہ پاکستان کی روشنی میں ملک عزیز کے اداروں کے استحکام اور ایک بے اوت مخلص، نظریہ کائنات سے باخبر، نظامِ مصطفیٰ کو سمجھنے والی عالم فاضل اور دیانتدار قیادت کے انتخاب میں پہنچا ہے۔ ملک عزیز میں راجح غاصبانہ سیاسی نظام انتخاب جمہور پاکستان اور اسلامی جمہوریت کے لئے زہر قاتل ہے۔ پاکستان میں حقیقی اسلامی نظامِ مصطفیٰ کا راجح کرنا وقت کی آواز ہے۔ پاکستان کی حفاظت کا یہ اہم فریضہ صرف اور صرف پاکستان کی وہ حریت پسند نوجوان نسل ہی سرانجام دے سکتی ہے۔ کہ جن کے اذہان حقیقی اسلامی فہم سے مزین ہوں۔ جن کے قلوب نور ایمانی اور عشقِ مصطفیٰ سے منور ہوں۔ جو نظریہ کائنات اور نظریہ پاکستان پر یقین رکھتے ہوں۔ جن کا تن، من، جان اور روحِ مصطفوی ہوں۔

غارت گر کاشاثہ دین نبوی ہے
بازو ترا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام ترا دلیں ہے تو مصطفوی ہے
اے مصطفوی خاک میں اس بت کو ملا دے
یہ بت کہ تراشیدہ تہذیب نوی ہے
نظرارہ دیرینہ زمانے کو دکھا دے

سجادہ نشین آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کے صاحبزادے کی دعوت و لیمہ میں قاائدین تحریک کی شرکت

مورخہ 13 نومبر 2011ء کو درگاہ عالیہ گولڑہ شریف اسلام آباد میں سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت پیر سید غلام معین الحق گیلانی کے صاحبزادے محترم مہر مسعود الحق گیلانی کی دعوت و لیمہ کی تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں محترم سجادہ نشین کی دعوت پر تحریک مہباج القرآن اور قائد تحریک شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی نمائندگی کرتے ہوئے مرکزی امیر تحریک محترم صاحبزادہ مسکین فیض الرحمن درانی کی سربراہی میں چیف سیکورٹی آفسر محترم سید الطاف حسین شاہ گیلانی اور مرکزی ناظم رابط علماء و مشائخ محترم صاحبزادہ محمد حسین آزاد الازہری نے شرکت فرمائی اور محترم کی طرف سے مبارکباد دی اور عرفان القرآن کا تھفہ پیش کیا۔

بچوں کی شخصیت پر ماحول کے اثرات

عمرین عاصم

حالات کے ساتھ موافق تھا کہ جس کو زیر قلم لانے سے پہلے بہت سی تاریخی شخصیات بہت سے کامیاب دار ہوتی ہے۔ جس کے ساتھ وہ اپنے ارڈگرد کے ماحول کی قتوں کے تقاضوں کی باقی کرتا ہے۔ تمام ذی روح مخلوقات میں انسان وہ واحد مخلوق ہے جس میں ماحول کے مطابق ہم آہنگ ہونے کی صلاحیت بدرجہ اتم موجود ہے۔ ہر انسان کی زندگی کا آغاز اس کے بچپن سے ہوتا ہے۔

یہ ایک ایسا موضوع تھا کہ جس کو زیر قلم لانے سے پہلے بہت سی تاریخی شخصیات بہت سے کامیاب لوگوں کے بچپن کے حالات و واقعات کا تجسس بھی میرے دل میں بیٹھ گیا تھا کہ آخر کچھ لوگ زندگی میں اتنے کامیاب کیسے ہوتے ہیں۔ کیا ان کی ماں میں ان کو بہت بہترین ماحول میں پرورش دیتی ہیں۔ اب دیکھا جاتا ہے کہ اگر ایک گھر میں آٹھ افراد ہیں تو ان میں سب عیحدہ عیحدہ فیلڈز میں کام کرتے ہیں۔ کچھ بہت پڑھ لکھ جاتے ہیں اور کچھ کار، جان پڑھائی کی طرف بالکل نہیں ہوتا۔ تو پھر ماحول کس حد تک ہماری زندگی میں اہمیت رکھتا ہے یا اس کی اہمیت کس قدر ہے اس کا انحصار سراسر ان افراد سے جڑ جاتا ہے جن کے ساتھ ہم روزمرہ زندگی میں تعلقات رکھتے ہیں۔ سب سے پہلا واسطہ بچے کو جس شخصیت سے پڑتا ہے وہ اس کی ماں ہے اور نپولین کا ایک مشہور مقولہ ہے۔

”تم مجھے اچھی مائیں دو میں تمہیں بہترین معاشرہ دوں گا۔“

گویا ماں کی گود بچے کی پہلی درسگاہ ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ بچے کی شخصیت پر اس کی والدہ کی شخصیت کے اثرات اس کی پوری زندگی پر حاوی رہتے ہیں خواہ یہ بالواسطہ ہوں یا بلا واسطہ یعنی بعض اوقات یہ واضح ہو جاتا ہے کہ یہ اپنی والدہ کی وجہ سے ایسے ہے اور بعض اوقات انسان خود سے ایسے عوامل انجام دینے لگتا ہے جس کا اس کی والدہ سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔ ہماری زندگی میں ہمارے ماحول کی اہمیت کو اس مثال سے واضح کیا جاسکتا ہے کہ جیسے ہم کہتے ہیں کہ جتنا گڑ ڈالا تھا میٹھا۔ جتنے اچھے طریقے سے ایک عورت اپنے بچوں کو سنپھلتی ہے اتنی ہی اس بچے کی شخصیت دن بدن نکھرتی جاتی ہے۔ ایک مشہور کتاب بہشتی زیور میں بھی اولاد کی

تربيت کرنے کے گر بتائے گئے ہیں۔

یہ امر بہت ہی خیال رکھنے کے قابل ہے کیونکہ بچپن میں جو عادت برے یا بھلی پختہ ہو جاتی ہے وہ عمر بھرنہیں جاتی۔ اس لئے شیرخواری سے ہی بچے کی تربیت کا آغاز کر دینا چاہئے مثلاً دودھ وقت کی پابندی سے پلانا چاہئے ایک تو بچے کو وقت کی عادت پڑ جاتی ہے دوسرے اس کی صحت اچھی ہو جاتی ہے بچوں کو ڈر اور خوف کا عضر نہ پیدا کرو کیونکہ بعض عورتیں بچوں کو جن بھوت سے ڈراویٰ چیزوں سے ڈراتی ہیں۔ اس سے بچے کا دل کمزور ہو جاتا ہے اسی طرح بعض عورتیں بہت چھوٹے ہوتے ہی بچوں کا بناو سنگھار کرنے لگ جاتی ہیں اس سے بچوں میں شروع ہی سے میک اپ کرنے کی عادت پختہ ہو جاتی ہے۔

ابتدائے زمانہ کی ان چھوٹی چھوٹی باتوں سے ہی ہم اخذ کر سکتے ہیں کہ جن باتوں کو ہم معمولی خیال کرتے ہیں وہ کس قدر بچوں کی تربیت پر اثر انداز ہو جاتی ہیں۔ بعض اوقات ماں باپ اولاد کے سامنے جھوٹ بول دیتے ہیں بچے ان باتوں کا جلد اثر قبول کر لیتے ہیں۔ اس طرح اگر ماں کو زور زور سے یا چلا کر بولنے کی عادت ہے تو بچے میں بھی یہ عادت پختہ ہو جاتی ہے۔

اسی طرح ایک جگہ پر لکھا ہے کہ بچوں کے ہاتھ سے کسی بھی غریب یا نادر کو پیسے لو اتے رہنا چاہئے اس طرح بچوں میں مدد کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

انہی چھوٹی چھوٹی باتوں سے ہم عظیم انسان پیدا کرتے ہیں۔ گویا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ماں باپ کی شخصیت بچوں کے لئے ایک آئینے کی طرح ہوتی ہے جس میں بڑے ہو کر وہ اپنا آپ دیکھتے ہیں۔ یہ تو ہو گیا ہمارے گھر کا ماحول جس کو جتنا بہتر سے بہتر بننے بچے کے سامنے پیش کیا جائے گا اتنا ہی بہتر ہے۔

ایک مشہور ماہر نفسیات کا قول ہے کہ بچے کا ذہن ایک صاف سلیٹ کی مانند ہوتا ہے۔ اس سلیٹ پر آپ جو کچھ لکھتے ہیں بچہ بڑا ہو کر اسی پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ یعنی کسی بچے کو ذہن اور بہتر بنانے میں 80 فیصد تک اثر ماحول کا ہوتا ہے جو اسے والدین خاص طور پر ماں مہیا کر سکتی ہے۔ ایک اور ماہر نفسیات کے مطابق بچہ دراصل ماحول اور وراثت کی ہی پیداوار ہوتا ہے یعنی اچھی وراثت کے ساتھ اگر اسے اچھا ماحول بھی مل جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ کامل شخصیت کے حامل افراد پیدا نہ ہو سکیں۔

ایک اور بنیادی وجہ جو بچے کی شخصیت میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے وہ ہے ہمارا سماجی نظام پہلا رابطہ تو بچے کا ہوا ماں سے پھر باپ سے۔ اب ہم بات کریں گے کہ مشترکہ خاندانی نظام ہمارے معاشرے میں عموماً خاندان اکٹھے رہتے ہیں۔ دادا دادی، پچاپچی وغیرہ۔ اب ظاہر ہے یہ لوگ بھی براہ راست بچے کی شخصیت اور اس کے ماحول میں لازم و ملزم ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جس گھر میں بزرگ نہ ہوں وہاں بچوں کی تربیت درست انداز سے کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ بزرگ تجربے کی بھٹی سے گزر چکے ہوتے ہیں جب کہ نوجوان افراد تجربے سے گزر رہے ہوتے ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ جن گھروں کے بزرگ خوش مزاج طبیعت کے حامل ہوتے

ہیں اس گھر کے بچوں میں بھی یہ باتیں بدرجہ اتم موجود ہوتی ہیں۔ پوتے پتویوں، نواسے نواسیوں کے ساتھ یکساں سلوک ان کی تربیت میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ جب بچے ایک سے زیادہ ہوں تو کسی ایک کو زیادہ وقت اور زیادہ پیار کرنے سے گریز کرنا چاہئے اسی طرح بچوں میں حسد کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اگر یہ جذبہ شدید ہو جائے تو بچے آپ سے دور ہو جاتے ہیں۔

آج کل کے بچے بے جا نصیحت اور تنقید پسند نہیں کرتے اس لئے ہمارے بزرگوں کو چاہئے کہ ہر وقت نصیحت اور تنقید سے پرہیز کریں اور اگر انہیں بچوں کی کوئی بات بری لگتی ہے تو کسی اسلامی واقعہ یا حوالے سے یا کسی کہانی کے ذریعے بالواسطہ طور پر وہ بات بچے کو سمجھائیں اس طرح بچے جلد اثر قبول کرتے ہیں اور بزرگوں کے بھی زیادہ نزدیک ہو جاتے ہیں۔

اکثر بزرگ اپنی اولاد کی زندگی میں بہت زیادہ دخل دینا شروع کر دیتے ہیں اور ان پر بیجا پابندیاں عائد کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ رویہ غلط ہے دوسرا لفظوں میں یہ ماحول غلط ہے۔ اس عمل سے بچے اپنے بزرگوں سے دور ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اگر وہ زیادہ قریب ہونگے تو یہ مدخلت بڑھتی جائے گی۔ اگر آپ انہیں نصیحت اور ہدایت کرنا ہی چاہتے ہیں تو ماحول اور وقت کا خیال رکھیں یاد رکھیں کہ خوشنگوار اور ماحول کا جائزہ ضرور لیں یاد رکھیں کہ خوشنگوار اور ماحول میں مسکراتے چہرے سے کی جانے والی کڑوی تنقید بھی بچے خوشی خوشی سن لیتے ہیں۔

تو ان تمام باتوں سے ہمیں یہ نتیجہ ملتا ہے کہ ماحول کے ثابت اور منفی اثرات بچوں پر براہ راست انداز ہوتے ہیں۔ یعنی کسی بھی بچے کی تربیت میں ماحول کا عنصر بدرجہ اتم موجود ہوتا ہے۔

تیسرا اور مضبوط درجہ ماحول کا وہاں شروع ہوتا ہے جہاں بچے اپنے گھر سے باہر نکلتا ہے یعنی اس کے سکول کا ماحول وہ کس قسم کے بچوں میں بیٹھتا ہے۔ صحبت کا اثر لازمی بچوں پر پڑتا ہے۔ اس طرح سکول کو اگر ہم یہ کہیں کہ وہ بہت سارے ماحول اکٹھے لے کر چلتا ہے تو بے جانہ ہو گا۔ اگر بچے اپنے گھروں کے ذہین بچوں کے ساتھ بیٹھتے ہیں تو انہیں بہت سی نئی باتیں سمجھنے کا موقع ملتا ہے۔ اپنے ماحول کے عادی ہو جاتے ہیں۔ اخلاق و کردار پر نمایاں فرق پڑتا ہے اور زیادہ تر پڑھائی کی طرف دھیان ہو جاتا ہے لیکن اگر بچے غلط قسم کے ماحول کے پروردہ بچوں میں بیٹھتے ہیں تو ان کا اخلاق و کردار اسی سانچے میں ڈھلن جاتا ہے۔ اس لئے ماں باپ کی یہ اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ دیکھیں کہ ان کا بچہ کس ماحول میں رہ رہا ہے اور کس قسم کے بچوں کے ساتھ کھیل رہا ہے۔

دور حاضر میں معاشرے کی بگڑتی ہوئی اخلاقی اقدار طلباء کے کردار پر منفی اثر ڈال رہی ہیں جس کی وجہ سے والدین اور اساتذہ کو ناقابل پیان مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پچھلے دونوں نہیں پر کیا گیا ایک سروے بتاتا ہے کہ طلبہ و طالبات میں لڑائی جھگڑے کا بڑھتا ہوا رجحان مختلف قسم کے اخلاقی مسائل، قوت برداشت کی کمی،

والدین کی عدم توجہی اور جدید میڈیا کا بے جا استعمال ہے۔ ان حالات میں سب سے پہلے تو والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو مناسب وقت دیں تاکہ بچے آپ سے اپنے مسائل بیان کر کے اپنے اندر کی ٹینشن کو دور کر سکیں اور فضول قسم کے مشاغل میں وقت ضائع نہ کریں۔

بچوں کو جدید میڈیا (موبائل، کیبل، اینٹرنیٹ) فراہم کرتے ہوئے والدین اس بات کا خیال رکھیں کہ بچے اس کا استعمال ان کی نگرانی میں کریں تاکہ وہ ان چیزوں کے ثابت پہلوؤں سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکیں۔ ان تمام باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ماحول کا بچوں کی شخصیت پر براہ راست اثر پڑتا ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ اچھی یا بھی تبدیلی بچے میں اس کے والدین محسوس کریں اس کا اظہار بھی فوراً کر دیں تاکہ اگر بچہ اچھا کام کر رہا ہے تو اس کی حوصلہ افزائی ہو اور اگر وہ کسی غلط کام میں ملوث ہے تو اس کی حوصلہ شکنی ہو۔

اس پورے مضمون سے ہم نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ماحول کا بچوں کی شخصیت سے گہرا تعلق ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے بچوں کے ماحول کا بھرپور جائزہ لیں اور اس میں جہاں جہاں بہتری کی گنجائش ہے اس کو حل کریں تاکہ آج کے دور میں بھی ہم قائدِ عظم، علامہ اقبال اور بہت سی عظیم شخصیات جیسے بچے پیدا کر سکیں۔

نہیں نامید اقبال اپنی کشت ویران سے

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو اور ہمیں اپنے بچوں کی بہترین تربیت کرنے کی توفیق دے۔ آمین

اہم اطلاع

مرکزی نظمت تربیت کے زیر اہتمام ”عرفان القرآن کورس“، معلمین کا 12 روزہ تربیتی

کیمپ مرکزی سیکرٹریٹ میں 18 تا 30 دسمبر 2011ء منعقد ہو رہا ہے۔

اہلیت کورس: 1- ایم اے عربی / ایم اے اسلامیات / فاصل درس نظامی 2- قرأت کی بہترین صلاحیت

ٹیکسٹ / انٹرویو: 18 دسمبر 2011ء (معلمات کیلئے بھی سہولت)

رجسٹریشن جاری ہے رجسٹریشن فیس: 500 روپے (رہائش، DVD و نصاب کتب فری)

پانچ بہترین معلمین کی نظمت تربیت میں تقری کی جائے گی۔

برائے رابطہ: غلام مرتضی علوی (0307-5302281) محمد شریف کمالوی (0300-4773206)

تعارف و تبصرہ کتاب

حیات النبی ﷺ

خالدہ رحمٰن

آج مادیت کی یلغار نے مسلمانوں کے ذہن اس قدر مغلوب کر دیئے ہیں کہ وہ اپنے ایمان کے مرکزو
محور ذات مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں اس طرح کے سوالات اٹھانے سے نہیں ہچکپاتے کہ کیا حضور ﷺ وصال
فرما جانے کے بعد بھی زندہ وجاوید ہیں۔ اگر حیات ہیں تو کیا صرف حیات باطنی سے معمور ہیں یا رب تعالیٰ نے
انہیں حیات جسمانی کی خلعت سے بھی نوازا ہے۔ کیا آپ ﷺ کے توسل سے دعا مانگنا جائز ہے، کیا آج چودہ
سو سال گزرنے کے باوجود آپ ﷺ کی ذات اقدس سے وہی عشقی، حُمیٰ اور روحانی تعلق و نسبت ہو سکتی ہے جو
آپ ﷺ کی حیات ظاہری میں امت کے لئے تھی۔ کیا روضہ رسول ﷺ کی زیارت اور حاضری سے وہ
مقاصد پورے ہو سکتے ہیں جو کہ عین زیارت رسول ﷺ سے ہوتے تھے اور کیا ایسا کرنے میں بدعت یا شرک کا
کوئی شایبہ تو نہیں، کیا آپ ﷺ کو امت کے احوال کی خبر ہے؟ اگر ہے تو کیا آپ ﷺ کی دعا امت کے حق
میں کیونکر مقبول ہو گی اور کیا جو عاشقان رسول ﷺ ہر لمحہ اور ہر گھنٹی درودوں کے گھرے سلاموں کے تھے
خدمت نبوی میں ارسال کرتے ہیں تو کیا آپ ﷺ اس کو سنتے ہیں اور کیا درود سلام سمجھنے والے کو جانتے ہیں؟
تحریک منہاج القرآن کے عظیم قائد اور لیڈر حضور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اپنی نادر
تصنیف ”حیات النبی ﷺ“ میں ان تمام سوالات و اشکالات کا تسلی بخش دلائل کے ساتھ احاطہ کیا ہے۔ 200
صفحات پر مشتمل یہ کتاب آج کے پرفت دور میں تمام اہل ایمان کے لئے مفید اور نادر معلومات کا خزینہ ہے۔
اس کتاب کے دو حصے ہیں: حصہ اول کے باب اول میں حیات برزخ کو بیان کیا گیا ہے تاکہ کتاب
کے دوسرے حصے میں حیات النبی ﷺ کے بیان کو احسن انداز سے سمجھا جاسکے۔ حیات برزخ کو بیان کرنے سے
پہلے چند بنیادی اصطلاحات کی وضاحت کی گئی ہے جو کہ نفس مضمون کو سمجھنے کے لئے ضروری ہیں جیسے حیات کیا
ہے؟ برزخ کے کہتے ہیں؟ عذاب و ثواب کے حوالے سے بھی حیات برزخ کو ثابت کیا گیا ہے پھر یہ کہ عذاب و
ثواب قبر کا اصل مفہوم کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔

باب دوم میں حیات برزخی کو آیات کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے اس سلسلے میں عذاب قبر اور سماں کا تفصیلًا ذکر کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کی آیات کے ذریعے یہ بات دلائل سے ثابت کی گئی ہے کہ عذاب قبر حق ہے اور یہ کہ مردے زندوں سے زیادہ سنتے ہیں۔ مختلف انبیاء علیہم السلام کے اپنی امتوں سے انداز تناخاطب کو بیان کیا گیا ہے جبکہ قوم کے لوگ عذاب سے فنا ہو چکے تھے گویا وہ کافر زندہ تھے اور ثابت ہوا کہ مردے سنتے ہیں ورنہ یہ انداز تناخاطب عبشت ہوگا جس کا وقوع ایک نبی سے ممکن نہیں۔ یہ تو ایک کافر کا معاملہ ہے مومن کے لئے توبہ تعالیٰ نے حیات طیبہ کا وعدہ فرمایا ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ اُنْثِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيهِنَّ حَيَاةً طَيِّبَةً۔ (النحل: ٩٧، ١٢)

”جو کوئی نیک عمل کرے (خواہ) مرد ہو یا عورت جب کہ وہ مومن ہو تو ہم اسے ضرور پا کیزہ زندگی کے ساتھ زندہ رکھیں گے۔“ (ترجمہ عرفان القرآن)

اسی طرح شہداء کرام اور انبیاء کرام کی حیات برزخی بھی نص قرآن سے ثابت ہے کہ وہ زندہ ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے تو پھر حضور سرور عالم ﷺ کی حیات بعد ممات کی شان اور قدرت کا تو اندازہ ہی نہیں کیا جاسکتا۔ باب سوم میں حیات برزخی کو احادیث کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے کہ قبر جنت کا باع بھی اور جہنم کا گڑھا بھی ہو سکتا ہے، موت کے بعد انسان پر صبح و شام جنت یا جہنم کا ٹھکانہ پیش ہوتا ہے، قبر میں سوال و جواب کا سلسلہ اور یہ کہ میت اپنے غسل دینے والے اور کفن پہنانے والے کو پہچانتی ہے، آہ و بکا سے میت کو قبر میں عذاب ہوتا ہے، مردوں سے زندوں کی طرح حیا کرنا، میت کا سلام کا جواب دینا، میت کا قدموں کی آہٹ سننا، میت کا اپنے زائر کو پہچانا، زندوں کے اعمال مردوں پر پیش کئے جانا اور یہ کہ ذفن کے بعد میت کے لئے ثابت قدی کی دعا کرنا۔

یہ تمام امور احادیث سے ثابت ہیں اور ذات مصطفیٰ ﷺ اپنے امیوں کو پہنچنے والی ہر تکلیف کو محسوس کرتی ہے کیونکہ معمومیت کا تقاضا کرتی ہے جو فقط حیات ظاہری کے ساتھ خاص نہیں۔ دوسرا یہ کہ تکلیف محسوس کرنے میں تکلیف کا علم ہونا ضروری ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ حضور سرور کوئینہ ﷺ کو اپنی امت کی تکالیف و مشکلات کا علم ہے اور احساس اور علم دونوں حیات کا تقاضا کرتے ہیں۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ۔ (الانبیاء، ۲۱: ۷۰)

”اور (اے رسول محتشم!) ہم نے آپ کوئینیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر۔“ (ترجمہ عرفان القرآن) معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو پوری کائنات کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے اس لئے آپ ﷺ حیات ظاہری میں بھی رحمت ہیں اور بعد از وفات بھی۔ اگر آپ بعد از وصال رحمت نہ ہوں تو پھر رحمۃ للعالمین کا مفہوم

درست نہ ہوگا کیونکہ آپ ﷺ کے اس ظاہری دنیا سے پردہ پوشی فرمانے کے بعد بھی عالم تو موجود ہے اور آپ ﷺ کے عالیین کے لئے رحمت کا تقاضا یہ ہے کہ حضور ﷺ جمیع العالمین کے ہر فرد کو فیض پہنچا رہے ہیں اور اسی طرح آیت وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ۔ (الانفال، ۸: ۳۲) میں بھی یہی بیان کیا جا رہا ہے کہ امت محمدی سابقہ ام کے برکت عذاب اللہ سے اسی وجہ سے مامون رہے گی کیونکہ آپ ﷺ کی ذات زندہ و جاوید ہے اور اسی طرح آیت وَلَوْ أَنَّهُمْ أَذْلَلُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ۔ (النساء، ۲: ۲۲) میں بھی دلائل کے ساتھ یہ بات بیان کی گئی ہے کہ اس آیت میں کسی کے بارے کوئی تخصیص ثابت نہیں ہوئی آپ تمام امت کے لئے یکساں رحمت ہیں۔

حصہ دوم کے باب اول میں حیات النبی ﷺ کے سلسلے میں نص قرآنی کے دلائل کے بعد باب دوم میں حیات النبی ﷺ کو احادیث کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے۔

صحیح مسلم میں حضور ﷺ نے سفر مراجح کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: ”میں موئی علیہ السلام کے پاس سے گزر ا تو آپ اپنی قبر میں نماز ادا فرمائے تھے۔“ (مسلم ۲۶۸: ۲)

یہی حدیث کئی طرق سے دوسرے مقامات پر بھی آئی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں نہ صرف زندہ ہیں بلکہ زندوں جیسے اعمال صالح بھی سرانجام دیتے ہیں۔ (بجواہ زرقانی علی المواہب ۳۳۳: ۵) اس باب میں احادیث سے استدلال کرتے ہوئے ثابت کیا گیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو مزارات میں رزق دیا جاتا ہے اور ان کے اجسام مقدس سلامت رہتے ہیں۔ جہاں تک رحمت بیکاراں، آقائے دو جہاں ﷺ کی حیات کا تعلق ہے تو آپ ﷺ کی حیات و ممات دونوں امت کے حق کے لئے بہتر ہیں اور یہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں: میری حیات بھی تمہارے لئے بہتر ہے تین بار فرمایا اور میری موت بھی تمہارے لئے بہتر ہے یہ بھی تین بار ارشاد فرمایا پھر قوم خاموش ہو گئی تو عمر بن خطابؓ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، یہ کیسے ہوگا؟ (موت بہتر کیسے) فرمایا: میری حیات تمہارے لئے اس طرح بہتر ہے کہ مجھ پر آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے پس میں تمہیں بتاتا ہوں وہ چیزیں جو تم پر حلال ہیں اور وہ چیزیں جو تم پر حرام ہیں اور میری وفات تمہارے لئے اس طرح بہتر ہے کہ تمہارے اعمال ہر جمرات کو میرے اوپر پیش کئے جاتے ہیں۔ پس اگر وہ اعمال بہتر ہوں تو میں اس پر اللہ کی حمد و شایان کرتا ہوں اور اگر وہ اعمال برے ہوں تو میں تمہارے لئے تمہارے گناہوں کی معافی طلب کرتا ہوں۔

جب بھی عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ پر سلام پیش کرتے ہیں، آپ ﷺ خود براہ راست اسکا جواب مرحمت فرماتے ہیں فرمایا: مشرق و مغرب میں جو مسلمان بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے میں اور میرے رب کے فرشتے اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ شیخ الاسلام مظلہ نے اس سلسلے میں کئی ایک اشکالات کو بیان کر کے ان کا تسلی بخش جواب بھی دیا ہے۔ اسی طرح نماز میں تشہد پڑھنے کی تعلیم، حدیث پاک سے ملتی ہے اس کے الفاظ السلام علیک ایہا النبی ہیں اور ان میں

صیغہ خطاب ہے ظاہر ہے کہ حضور پر نور ﷺ کے ظاہری دور رسالت سے لے کر قیامت تک یہی تشبیہ صیغہ خطاب سے پڑھا جانا حضور ﷺ کی حیات کی دلیل ہے جس کی تائید علماء مبنی قیم نے اپنی کتاب کتاب الروح میں بھی کی ہے۔ پھر یہ بات بھی احادیث سے ثابت ہے کہ فرشتے بارگاہ مصطفوی میں درود پیش کرتے ہیں اور حضور ﷺ خود سلام کو سنتے بھی ہیں اور جانتے بھی ہیں حتیٰ کہ دیکھتے بھی ہیں فرمایا: جو آدمی مجھ پر جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات سو بار درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری کر دیتا ہے جس میں سے ستر آخرت میں اور تمیں دنیا میں اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک فرشتہ مقرر فرمادیتا ہے وہ فرشتہ اس درود کو میری قبر پر اس طرح پیش کرتا ہے جیسے تم کو ہدیے پیش کئے جاتے ہیں بے شک میرا علم میری وفات کے بعد بھی ایسے ہی ہے جیسے میرا علم میری ظاہری زندگی میں ہے۔ (الخصلۃ الکبریٰ ۲۸:۲)

یہی وجہ ہے روضہ انور کی زیارت کو حیات ظاہری کی جھلک قرار دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت کی میری وفات کے بعد تو گویا کہ اس نے میری ظاہری زندگی میں میری زیارت کی۔ (شفاء السقام: ۱۶)

شیخ الاسلام مدظلہ فرماتے ہیں کہ علمائے امت نے بارگاہ مصطفوی ﷺ کی زیارت کے آداب کا ذکر کرتے ہوئے اس بات کی تصریح کی ہے کہ قبر انور کے سامنے بالکل اسی طرح آداب کو ملحوظ رکھا جائے جیسے کہ حیات ظاہری میں آداب کو ملحوظ رکھا جاتا تھا اور اس کا سبب بھی یہی ہے کہ حضور پر نور ﷺ اپنی قبر انور میں زندہ ہیں۔

باب سوم میں شیخ الاسلام مدظلہ نے حیات النبی ﷺ کو اقوال صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور دیگر اکابرین کی روشنی میں تفصیلًا بیان کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت نبی کریم ﷺ کو بعد وصال بھی کامل حیات حاصل ہے اور آپ ﷺ کا امت کے ساتھ آج بھی اسی طرح تعلق ہے جس طرح ظاہری حیات میں تھا اور آپ ﷺ کا فیضان آج بھی جاری و ساری ہے۔

مندرجہ بالا نتیجے میں طوالت کے خوف سے انتہائی مختصر انداز میں فقط دلائل کے نتائج اور حوصلات کو بیان کرنے پر اتفاق کیا گیا ہے جس کے بغیر تعارف تصنیف نامکمل رہ جاتی۔ مذکورہ حقاوہ کن دلائل کی بنیاد پر سچ ثابت ہوئے ہیں اس کا صحیح اور اک درحقیقت مکمل کتاب پڑھ کر ہی حاصل کیا جاسکتا ہے جو کہ اس کے کتاب کے تعارف کا مقصد بھی ہے۔

مندرجہ بالا احادیث و سیر کی روایات ایسی ہیں جو کہ سیرت کے نہایت اچھوتے اور نئے انداز کی ترجمانی کر رہی ہیں اور یہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی اس تصنیف کا خاصہ ہے کہ حیات النبی بعد ممات کے اس پہلو سے امت کو روشناس کروایا گیا ہے جس سے زیادہ واقعیت نہ ہونے کی وجہ سے حیات النبی ﷺ بعد وصال کو محل اعتراض بنایا جا رہا تھا۔ بلاشبہ یہ قائد محترم کی ایک تحریری کاوش ہے۔

آئیے قرآن سیکھیں

حافظ محمد سعید رضا بغدادی

عرفان القرآن کورس

درس نمبر 45 آیت نمبر ۹۲، ۹۳، ۹۴ (سورۃ البقرہ)

تجوید

مخرج (۱۳): ”ث، ذ، ظ“ کا ہے

نوک زبان اور شایا علیا کا سرا، یہاں سے یہ تینوں حروف ادا ہوتے ہیں۔ مثلاً: ”أَث، إِث، أُث / أَذ، إِذ / أَظْ، إِظْ، أُظْ“

سوال: ان حروف کا نام بتائیں؟

جواب: ان تینوں حروف کو ”حروف لثیہ“ کہتے ہیں۔ (ایئے مسوزھوں کو کہتے ہیں)۔

مخرج (۱۴): ”ز، س، ص“ کا ہے

ان کا مخرج زبان کا سرا اور شایا سفلی کا کنارہ مع اتصال شایا علیا کے ہے۔ لہذا ان کو ادا کرتے وقت ان تینوں حروف پر سیٹی کی آواز پیدا ہوتی ہے۔

سوال: ان حروف کا نام بتائیں؟

جواب: ”ز، س، ص“ ان حروف کو ”حروف صفیریہ“ کہتے ہیں۔ مثلاً:

”اُز، اِز، اُز، آس، اُس، اَص، اِص، اُص“

مخرج (۱۵)۔ ”ف“ کا کا ہے

یچے والے ہونٹ کے شکم اور شایا علیا کا کنارہ بیہاں سے ”ف“ ادا ہوتا ہے۔ مثلاً: ”اف، اِف، اُف“

مخرج (۱۶) ”ب، م، و“ کا کا ہے

یہ تینوں حروف ہونٹوں سے ادا ہوتے ہیں انہیں حروف شفويہ کہا جاتا ہے۔

- ۱۔ ”ب“ دونوں ہونٹوں کے ترھ صوں کو ملانے سے۔ مثلاً ”آب، اِب، اُب“
- ۲۔ ”م“ دونوں ہونٹوں کے خشک حصوں کو ملانے سے۔ مثلاً ”ام، اِم، اُم“
- ۳۔ ”و“ دونوں ہونٹوں کو گول کرنے سے۔ مثلاً ”او، او، او“

مخرج (۷ا) ”خیشوم، (غُنہ) کا ہے

خیشوم ناک کے بانسہ کو کہتے ہیں۔ بیہاں سے غنہ ادا ہوتا ہے، نوں مشدد اور میم مشدد کی آواز ناک میں لے جا کر گلگتا نے کا نام غنہ ہے۔

ترجمہ

وَلَقَدْ جَاءَكُمْ مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ

متن	وَ	لَقْدْ	جَاءَ	كُمْ	مُوسَىٰ	بِ	الْبَيِّنَاتِ
لفظی ترجمہ	اور	البته تحقیق	آیا	تمہارے پاس	موسیٰ	ساتھ	روشن نشانیاں
عرفان القرآن	اور (صورت حال یہ ہے کہ)	تمہارے پاس (خود) موسیٰ کھلی نشانیاں لائے					

ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ۝

متن	ثُمَّ	الْعِجْلَ	مِنْ	بَعْدِ	وَ	أَنْتُمْ	ظَالِمُونَ
لفظی ترجمہ	پھر	بنالیا تم نے	بچھرے کو	سے	بعد	تم	ظلم کر دیا لے تھے
عرفان القرآن	پھر تم نے	ان کے پیچھے بچھرے کو معبد بنالیا اور تم (حقیقت میں) ہوئی جفا کار۔					

وَإِذَا حَدَّنَا مِيشَاقُكُمْ وَرَفَعَنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ طَحْدُوا

متن	وَ	إِذَا	أَحَدَنَا	مِيشَاقُكُمْ	وَرَفَعَنَا	فَوْقَكُمُ	الطُّورَ	طَحْدُوا
-----	----	-------	-----------	--------------	-------------	------------	----------	----------

لفظی ترجمہ	اور	جب	ہم نے لیا	تم سے پختہ عہد اور	اٹھا کھڑا کیا	تمہارے اوپر طور کو	تھامے رکھو
عرفان القرآن	اور جب ہم نے تم سے پختہ عہد لیا اور ہم نے تمہارے اوپر طور کو اٹھا کھڑا کیا۔ تھامے رکھو						

مَا أَتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَأَسْمَعْنَا طَقْلًا سَمِعْنَا وَعَصِيَّنَا

متن	ما	أَتَيْنَا	كُمْ	بِقُوَّةٍ	وَ	سَمِعْنَا	أَسْمَعْوَا قَالُوا	وَ	عَصِيَّنَا
لفظی ترجمہ	جو	دیا ہم نے	تم کو	مضبوطی سے	اور	سنو	وہ بولے	سنا ہم نے	اور نافرمانی کی ہم نے
عرفان القرآن	مضبوطی سے جو ہم نے تمہیں عطا کی اور سنو تو (تمہارے بڑوں نے) کہا ہم نے سن لیا مگر مانا نہیں								

وَأَشْرَبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعَجْلَ بَكُفْرِهِمْ طَقْلٌ بِئْسَمَا

متن	وَ	أَشْرَبُوا	فِي	قُلُوبِهِمُ	الْعَجْلَ	بِ	كُفْرِهِمْ	طَقْلٌ	بِئْسَمَا
لفظی ترجمہ	اور	پلایا گیا	میں	انکے دلوں	مچھرا	بسے	کفر انکے	فرماد تجھے	بہت بری بات
عرفان القرآن	اور انکے دلوں میں ان کے کفر کے باعث مچھرے کی محبت رچا دی گئی۔ (محبوب!) بتادیں یہ باتیں بہت بری ہیں								

يَامُرُكُمْ بِهِ إِيمَانُكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ قُلْ إِنْ كَانَتْ

متن	يَامُرُ	كُمْ	بِهِ	إِيمَانُكُمْ	إِنْ	كُنْتُمْ	مُؤْمِنِينَ	قُلْ	إِنْ	كَانَتْ
لفظی ترجمہ	حکم کرتا ہے	تم کو	جس کا	ایمان تمہارا	اگر	ہوتا	ایمان والے	فرماد تجھے	اگر	ہے
عرفان القرآن	جن کا حکم تمہیں تمہارا ایمان والے رہا ہے، اگر (تم واقعہ ان پر) ایمان رکھتے ہو۔ آپ فرمادیں اگر ہے									

لَكُمُ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِنْدَ اللَّهِ خَالِصَةً مِنْ دُونِ النَّاسِ

متن	لَكُمُ	الدَّارُ	عِنْدَ	اللَّهِ	الْآخِرَةُ	خَالِصَةً	مِنْ	دُونِ	النَّاسِ
لفظی ترجمہ	تمہارے لئے گھر	آخرت کا	پاس	اللہ کے	مخصوص	سے	سوائے	لوگوں کے	
عرفان القرآن	آخرت کا گھر اللہ کے نزدیک صرف تمہارے ہی لئے مخصوص، اور لوگوں کے لئے نہیں								

فَسَمَّنُوا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝

متن	ف	تَمَنَّوا	الْمَوْتَ	إِنْ	كُنْتُمْ	صَادِقِينَ
لفظی ترجمہ	پس	تم تمنا کرو	موت کی	اگر	تم ہو	چے
عرفان القرآن	تو تم موت کی آرزو کرو اگر تم (اپنے خیال میں) چہ ہو۔					

تفسیر

موئیٰ علیہ السلام کو عطا کی گئیں نو نشانیاں

- ۱۔ عصا موئیٰ علیہ السلام ۲۔ ید بیضاء ۳۔ حضرت موئیٰ علیہ السلام کی لکنت کو دور کرنا۔
 ۴۔ بنی اسرائیل کے لیے سمندر کو چیننا۔ ۵۔ ٹڑی دل کی صورت میں عذاب
 ۶۔ بدن کے کپڑوں میں جوؤں کا پیدا کرنا۔ ۷۔ مینڈ کوں کا عذاب کہ ہر کھانے کی چیز میں مینڈک آ جاتے تھے۔
 ۸۔ خون کا عذاب کہ ہر برتن میں خون آ جاتا تھا۔ ۹۔ طوفان کا آنا (تفسیر تبیان القرآن)

شریعت موسوی کی خلاف ورزی

وَلَقَدْ جَاءَكُمْ مُوسَىٰ ... الخ

یہود کی عہد فرمو شی اور احکام الہی کی گستاخی

وَإِذَا حَدَّنَا مِيشَافُكُمْ ... الخ

فائدہ: ۱۔ پچھڑا پرسی کی پرانی محبت یہود کے راہ حق پر چلنے میں مانع ہوئی۔

۲۔ پرانے توبہات اور باطل محبتیں اور عصیتیں راہ حق پر چلنے میں رکاوٹ بنتی ہیں اس لئے نئے کام کے لئے ڈھنی تربیت بہت لازمی ہوتی ہے۔

قُلْ إِنْ كَانَتْ لِكُمُ الدَّارُ ... الخ

یہود کو موت مانگنے کا آزمائش حکم

فائدہ: حب موت حسن آخرت کی علامات میں سے ہے۔ اولیاء اللہ ہمیشہ موت کو زندگی پر ترجیح دیتے ہیں۔ اس سے خوکشی کا جواز نہ کالا جائے وہ حرام ہے۔

حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتُّ. قِيلَ: مَا هُنَّ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: إِذَا الْقِيَمَةُ فَسِلْمٌ عَلَيْهِ، وَإِذَا دَعَاهُ فَأَجْبَهُ، وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ، وَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللَّهَ فَسَمِّهُ، وَإِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ، وَإِذَا مَاتَ فَاتَّيْهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالْدَارِمِيُّ.

”حضرت ابو ہریرہ رض“ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں: عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! وہ کون سے حق ہیں؟ آپ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جب تو مسلمان کو ملے تو اسے سلام کرو اور جب وہ تجھے دعوت دے تو قبول کرو، اور جب وہ تجھے سے مشورہ چاہے تو اسے اچھا مشورہ دے، اور جب وہ چھینکے اور الحمد للہ کہے تو تو بھی جواب میں (یرحmk اللہ) کہہ، اور جب بیمار ہو تو اس کی تیمارداری کرو، اور جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ کے ساتھ شامل ہو۔“

مصطفوی سٹوڈنٹس مومنٹ کا بیداری شعور

طلبه اجتماع 2011ء

مصطفوی سٹوڈنٹس مومنٹ کے زیر اہتمام سالانہ بیداری شعور طلبه اجتماع ناصر باغ لاہور میں 19 نومبر 2011ء کو منعقد ہوا۔ جس میں ملک بھر سے ایک لاکھ طلبه و طالبات سے شرکت کی۔

طلبه اجتماع میں تحریک منہاج القرآن کے مرکزی امیر صاحبزادہ فیض الرحمن درانی، ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حسین احمد عباسی اور سینئر نائب ناظم اعلیٰ شیخ راہد فیاض نے خصوصی شرکت کی۔ سجادہ نشین اجمیع شریف ائمہ یا محترم پیر خواجہ بلاں احمد چشتی صاحب کے علاوہ ایم ایم ایم کے مرکزی صدر تجلیل حسین انقلابی، نائب صدر چودہ بیش عرفان یوسف، مرکزی سیکرٹری اطلاعات خمیر مصطفوی، مصطفوی سٹوڈنٹس مومنٹ کے صوبائی صدر سنده بشیر مصطفوی، صوبائی صدر خمیر پختونخواہ اسد اللہ الازہری، صدر آزاد کشمیر عمیر مصطفوی، صوبائی صدر بلوچستان نبی بخش سنجرانی، سیکرٹری جزل عبدالغفار مصطفوی اور صدر گلگت بلتستان چودہ بیش مہمانوں میں شامل تھے۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز دوپہر 11 بجے ہوا۔ اس موقع پر تلاوت قرآن پاک اور نعمت مبارکہ کے علاوہ مصطفوی ترانہ بھی پیش کیا گیا۔ اجتماع میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے کینیڈا سے خصوصی ویڈیو کانفرنس خطاب کیا۔ اجتماع میں کرپشن، مہنگائی، بے روزگاری، عدم انصاف، فرسودہ نظام تعلیم اور موجودہ انتظامی انتخابی نظام کے خلاف ملک بھر کے الگوں اور یونیورسٹیوں کے طلبه و طالبات نے بھر پور شرکت کر کے مقتندر طبقوں کو یہ پیغام دیا کہ اب وطن عزیز کے طلبه اور نوجوان ملک بچانے کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ پروگرام کے آغاز میں مصطفوی سٹوڈنٹس مومنٹ کے مرکزی قائدین نے خطاب کیا، انہوں نے کہا کہ ایم ایم ایم ملک میں صحت مند تعلیمی پلچر کے ساتھ ساتھ غیر سیاسی تنظیم ہے جو بیداری شعورِ مہم کے ذریعے عوام کو شعورِ دلاری ہی ہے۔ مصطفوی سٹوڈنٹس کا پیغام امن اور پاکستان کے لیے ترقی کی امید ہے جس میں ملک بھر کے طلبه و طالبات اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ طلبه کے لیے اس ملک کی تقدیر بدلنے کا مرحلہ آن پہنچا ہے، کیونکہ ملک کے سیاسی لیڈر ان عوام کو بار بار ایکشن کے نام پر دھوکہ دے رہے ہیں۔ یہ ملک اب ایکشن کا متحمل نہیں رہا، اس لیے لوگوں کو اب بیداری شعورِ مہم میں مصطفوی سٹوڈنٹس مومنٹ کا ساتھ دینا ہوگا۔

مصطفوی سٹوڈنٹس مومنٹ کے مرکزی صدر تجلیل حسین نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ آج کا یہ طلبه اجتماع ایک تاریخی منظر ہے۔ جس میں ملک بھر سے طلبه و طالبات نے شرکت کر کے یہ ثابت کر دیا کہ وہ

ملک میں شعوری تبدیلی کے پیامبر ہیں۔ طلبہ کا یہ اجتماع ایک تاریخی موقع ہے کیونکہ اس سے پہلے ناصر باغ میں کسی جماعت یا پارٹی نے کوئی جلسہ نہیں کیا جبکہ مصطفوی سٹوڈنٹس موونٹ نے یہاں نہ صرف جلسہ کیا بلکہ لاکھ سے زائد طلبہ نے شرکت کی جسے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی قیادت میں طلبہ بیکجا ہیں، طلبہ ملک میں شعوری بیداری اور انقلاب لانے کے لیے ہر اول دستہ ہیں جو وطن عزیز کی ترقی اور سالمیت کے لیے ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی پر امن قیادت میں متوجہ ہیں۔ طلبہ شیخ الاسلام کی ایک کال پر کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

اس موقع پر تحریک منہاج القرآن کے ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حبیق احمد عباسی نے بھی خطاب کیا، انہوں نے کہا کہ لاہور کے تاریخی ناصر باغ میں ایک لاکھ طلبہ نے شرکت کر کے شیخ الاسلام کی قیادت پر اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ طلبہ نے آج لاہور کے ناصر باغ میں آ کر ثابت کر دیا کہ وہ ثابت اور شعوری تبدیلی چاہتے ہیں۔ یہ تبدیلی انقلاب کی صبح بن کر طیور ہو گی۔ انہوں نے کہا کہ منہاج القرآن نے ہمیشہ علم اور امن کا علم بلند کیا، جس کا واضح ثبوت آج کا یہ طلبہ اجتماع ہے، ڈاکٹر محمد طاہر القادری اس ملک کے ہر طبقہ کے قائد ہیں۔ طلبہ نے اس اجتماع کے ذریعے یہ ثابت کر دیا کہ وہ دن دور نہیں، جب شیخ الاسلام کی قیادت میں انقلاب پاکستان کا مقدر بنے گا۔ آج لاہور کی شاہراہیں اور ناصر باغ کی ہواں میں مستقبل قریب میں آنے والی تبدیلی کی گواہ بن گئی ہیں۔ ڈاکٹر حبیق احمد عباسی نے طلبہ اجتماع کے کامیاب انعقاد پر ایم ایس ایم کے تمام قائدین و انتظامیہ کو مبارکباد بھی دی۔

خطاب شیخ الاسلام

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اپنے خطاب میں کہا کہ آج پاکستان سیاسی بحران، معاشی بدحالی، مہنگائی کے طوفان اور عوامی مسائل سے دوچار کھڑا ہے جہاں حقیقی تبدیلی کیلئے طلبہ کو وہ تاریخی کردار ادا کرنا ہے جو تحریک پاکستان کے وقت کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اس ملک کی دشمن سیاسی و مذہبی جماعتوں نہیں بلکہ ظالماں انتخابی نظام ہے جس نے ملک کے کروڑوں غریب عوام کو حقوق سے محروم کر رکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک بچانے کیلئے قوم انتخابی نظام کے خلاف بغاوت کر دے۔ ابھی صرف طلبہ کو کال دی ہے قوم کو بینار پاکستان کی کال بھی دوں گا اور وقت آنے پر ملک میں آ کر عوامی انقلاب کی قیادت کروں گا۔ شیخ الاسلام نے کہا کہ پاکستان کے نظام میں انقلابی تبدیلی نہ فوج لائے گی اور نہ موجودہ انتخابی نظام بلکہ تبدیلی سسٹم سے بغاوت کرنے سے آئے گی۔ آج اس ملک میں سپریم کورٹ آف پاکستان فیصلے دینے میں آزاد ہے مگر ان فیصلوں پر عمل درآمد کرانے میں مقید ہے۔ (نوٹ: خطاب کی خصوصی اہمیت کے پیش نظر آئندہ مکمل شائعہ کیا جائے گا)

تحریک فیضان اولیاء کی امن کانفرنس میں قائدین تحریک کی شرکت

تحریک فیضان اولیاء پاکستان کے زیر اہتمام گرینڈ ہوٹل لاہور میں امن کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر (پاکپتن شریف) حضرت دیوان عظمت سید محمد چشتی نے فرمائی جبکہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت میاں میر (لاہور) محترم پیر سید ہارون علی گیلانی نے میزبانی کا فریضہ ادا کیا۔ کانفرنس میں مرکزی امیر تحریک منہاج القرآن حضرت صاحبزادہ مسکین فیض الرحمن درانی، سابق امیر جماعت اسلامی محترم قاضی حسین احمد اور سابق وزیر خارجہ پاکستان محترم شاہ محمود قریشی مہمان خصوصی تھے جبکہ درج ذیل شخصیات نے خصوصی شرکت فرمائی۔

محترم پیر خواجہ نصر محمود (سجادہ نشین آستانہ عالیہ تونس شریف)، محترم صاحبزادہ سلطان احمد علی (سربراہ عالمی تنظیم العارفین و اصلاحی جماعت)، محترم پیر سید انوار الحسن گیلانی (سجادہ نشین آستانہ عالیہ وڈچھہ شریف خوشاب)، محترم صاحبزادہ محمد حسین آزاد الازہری (مرکزی ناظم رابطہ علماء و مشائخ منہاج القرآن)، محترم پیرزادہ محمد عثمان نوری (مہتمم مکتبہ نوری ریلوے اسٹیشن لاہور)، محترم مولانا عبدالرؤوف ملک (سیکرٹری جزل تحدہ علماء کوسل)، محترم علامہ زیر احمد ظہیر (نائب امیر مرکزی جماعت الہدیث)، محترم علامہ اقبال احمد کھرل (خطیب جامع مسجد دربار عالیہ حضرت میاں میر)، محترم مولانا امیر حمزہ (امیر جماعت الدعوہ)، محترم علامہ قاری زوار بہادر (سیکرٹری جزل JUP)، محترم مولانا عاکف سعید (امیر تنظیم اسلامی پاکستان)، محترم مولانا کاظم رضا نقوی (جامعہ المنشئ لاہور)، محترم مولانا امجد خان (ڈپٹی سیکرٹری جزل اال)، محترم ڈاکٹر فرید احمد پراچہ (صدر جماعت اسلامی پنجاب)، محترم اعجاز چوہدری (نائب صدر پاکستان تحریک انصاف) اور محترم ڈاکٹر سرفراز احمد اعوان شامل تھے۔

اس موقع پر مرکزی امیر تحریک منہاج القرآن حضرت صاحبزادہ مسکین فیض الرحمن درانی نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی نمائندگی کرتے ہوئے اپنے خطاب میں فرمایا کہ اولیاء کرام کے فیضان کی بیانیں امن و امان اور محبت و آشتی پر ہے۔ انہوں نے کہا کہ امن و امان کے سوتے من سے پھوٹتے ہیں۔ آج علماء مشائخ کو اتفاق و اتحاد کا عملی مظاہرہ کرنا ہوگا اور سوچنا ہوگا کہ ہم صرف باتیں کرتے ہیں یا عملی کام۔ انہوں نے کہا کہ داعیان امن کا فرض اول ہے کہ وہ اتحاد و اتفاق اور امن و امان کے ماحول کو اپنے مقلدیں، پیروکاروں، مریدوں اور شاگردوں تک پہنچائیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر مشائخ اکٹھے ہو کر اس پیغام کو آگے منتقل کریں تو کوئی طاقت نہیں جوان کے اتحاد میں رکاوٹ بن سکے۔ انہوں نے ابوالعلاء معمری کے اس شعر کے ساتھ حاضرین مجلس کو پیغام دیا کہ

قدیر کے قاضی کا فتویٰ ہے ازل سے ہے جرم ضعیٰ کی سزا مرگِ مفاجات

منہاج القرآن ویکن لیگ کی سرگرمیاں

عید ایکٹویٹی (رپورٹ: نبیلہ یوسف)

منہاج القرآن ویکن لیگ 9 سال سے یتیم و بے سہارا بچوں اور خواتین کے ساتھ عید کی خوشیاں منانی ہے جسے عید ایکٹویٹی کا نام دیا جاتا ہے اس سال بھی منہاج القرآن ویکن لیگ کی ٹیم نے عید الاضحیٰ کے پرمسرت موقع پر منہاج ولیشیر فائلڈشن کے پرائیٹ "آن گوش" میں جہاں یتیم و بے سہارا بچوں کی تعلیم و تربیت اور کفالت کی جاتی ہے۔ ان بچوں کو عید کی خوشیوں میں شریک کرنے کے لئے مختلف گیمز کا اہتمام کیا جس میں میوزیکل چیز، رسکٹی، آس کریم کھانے کا مقابلہ شامل تھا ان گیمز سے بچے بہت زیادہ لطف انداز ہوئے گیمز میں جتنے والے بچوں میں گفتش تقسیم کئے گئے۔ اور عید کے دن دوپہر کا کھانا آن گوش کے بچوں کے ساتھ کھایا۔

آن گوش کے بچوں کو بھی عید ایکٹویٹی میں شریک کیا گیا۔ منہاج القرآن ویکن لیگ کی ٹیم اور آن گوش کے بچوں نے دارالامان جو مظلوم و بے سہارا خواتین کی کفالت کا ادارہ ہے کا وزٹ کیا جہاں خواتین کے لئے مختلف گیمز کا اہتمام کیا گیا جس میں چوڑیاں پہنانے کا مقابلہ، ہندی لگانے کا مقابلہ، پھل کھانے کا مقابلہ اور میوزیکل چیز وغیرہ شامل تھیں۔ خواتین نے ان گیمز میں بھرپور حصہ لیا اور بہت enjoy بھی کیا۔ خواتین کو خوبصورت گفتش دیئے گئے جس میں خوبصورت سکارف، چوڑیاں، ہندی اور بچوں کے کھلونے بھی شامل تھے۔ آخر میں سب خواتین میں کھانا تقسیم کیا۔

دارالامان کے بعد دارالشفقت میں یتیم و بے سہارا بچوں میں کھانا تقسیم کیا گیا اور ان بچوں کے ساتھ کچھ وقت گزارا۔ آخر میں جناح ہسپتال میں مختلف وارڈز جن میں (گائی، ڈینگی، سرجنیکل، میڈیکل، سکن، کینسر اور کارڈیاولو جی شامل ہیں) کے مریضوں، شاف اور Attendants میں کھانا تقسیم کیا ان کی مزاج پر سی کی اور ان کی صحت یا بی کے لئے دعا کی اور ان کو عید کی خوشیوں میں شریک کیا گیا۔ ان تمام ایکٹویٹیز میں آن گوش کے بچے شامل رہے۔ منہاج القرآن ویکن لیگ کے ساتھ مختلف اداروں میں گئے اور عید منانی۔

عید الاضحیٰ جس کو عید ایثار بھی کہا جاتا ہے منہاج القرآن ویکن لیگ اور آن گوش کے بچوں نے اسی ایثار کا مظاہرہ کرتے ہوئے دارالامان، جناح ہسپتال اور دارالشفقت میں گئے اور عید کی حقیقی روح کو اجاگر کیا۔

مقابلہ مشنوی خوانی 2011ء منہاج کالج برائے خواتین ماؤن شپ لاہور (رپورٹ: کرن شہزادی۔ پیس سیکرٹری بزم منہاج)

مورخہ 2 نومبر 2011ء کو منہاج کالج برائے خواتین میں مشنوی مولانا روم ان کی سوانح ان کی علمی

خدمات اور فارسی زبان کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے سلسلے میں مقابلہ مشتوی خوانی کے عنوان سے ایک پروفار تقریب بزم منہاج کے زیر انتظام اور محترم علامہ نورالزماں نوری کی سربراہی میں منعقد ہوئی۔ تقریب کی صدارت مرکزی امیر تحریک منہاج القرآن حضرت صاحبزادہ مسکین فیض الرحمن درانی نے فرمائی جبکہ مہمان خصوصی شارح مشتوی خواجه محمد عالم امیری (مصنف انوار العلوم شرح مشتوی شریف) تھے۔ دیگر مہمانان گرامی قدر میں شارح فکر اقبال محترم پروفیسر غلام مصطفیٰ اعوان (جی سی ٹی)، محترم صہیب مرغوب (میگرین ایڈیٹر رونامہ جنگ)، محترم صاحبزادہ محمد حسین آزاد الازہری (مرکزی ناظم رابط علماء و مشائخ منہاج القرآن)، سابق پرنسپل کالج ہذا محترم پروفیسر محمد اشرف چوہدری اور محترم حفیظ جاوید (ناظم تحریک لاہور) شامل تھے۔ مصنفوں کے فرائض ماہر رومیات پروفیسر ظفر الحق مجید چشتی (صدر شعبہ اردو دیال سنگھ کالج لاہور)، ماہر السنہ شرقیہ علامہ ڈاکٹر محمد صبا حسن قادری (فضل علوم اسلامیہ) نے سراجام دیئے جبکہ ملک کے معروف نعت خواں محترم ارشاد احمد چشتی نے نعت رسول ﷺ پیش کی۔ تقریب کا باقاعدہ آغاز بی ایس سو۷ کی طالبہ سعیدہ نیم نے تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ بعد ازاں بی ایس سو۷ ہی کی طالبات حبیبہ حتا، غوثیہ دشمنیگر اور سنبل غفارانے فارسی میں نعت رسول مقبول پیش کی۔ شیخ سیکرٹری کے فرائض محترم علامہ نورالزماں نوری نے انجام دیئے جن کی معاونت بی ایس ہفتعم کی طالبات حمیرا نوشین اور نادیہ شاہین نے کی۔ نادیہ شاہین نے فارسی میں کمپیوٹر نگ کی جبکہ حمیرا نوشین نے اردو میں کمپیوٹر نگ کی۔ مقابلہ مشتوی خوانی میں فرست ایئر سے ایم تک کی ایس طالبات نے شرکت کی۔ جن کے نام درج ذیل ہیں:

رفعت جال، مریم شہزادی، امہ حبیبہ، نیلم مشتاق، مہوش شہزادی، ندا صدیقہ، مصباح ام، مہ جبیں، حافظہ آمنہ مسعودہ، فرخنہ جبیں، عروج آغا، زیب النساء اقبال، صبا فاطمہ، سارہ مقصودہ، سدرہ قدیر مصری شہزادی، سعدیہ منظور، اقراء لطیف۔
اس موقع پر مقابلے میں شرکیک طالبات کی طرف سے پڑھے جانے والے مولانا روم کے فارسی کلام کا اردو ترجمہ ملیٹیا پر سلا نیڈز کے ذریعے دکھایا گیا جس کے انتظام کے فرائض ملیٹم ریجیحانہ طارق (لیکچر منہاج کالج) اور بی ایس چشم کی طالبہ میمونہ نذیر نے انجام دیئے۔ دوران مقابلہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مظلہ العالی کا مختلف خطابات کے دوران پڑھا گیا مولانا روم کا فارسی کلام ملیٹیا پر دکھایا گیا۔ طالبات نے مولانا روم کا کلام ترجمہ کے ساتھ پڑھا۔ مقابلہ کے اختتام پر محترم نورالزماں نوری نے ہال میں موجود طالبات سے مولانا روم اور ان کی مشتوی سے متعلق سوالات کئے اور درست جواب دینے والی طالبات میں انعامات تقسیم کئے۔ بعد ازاں مقابلہ مشتوی میں شرکت کرنے والی طالبات کے نتائج کا اعلان کیا گیا۔

نیلم مشتاق بی ایس چشم (فرست پوزیشن)، حافظہ آمنہ مسعود بی ایس رفت جال ایم اے ۱ (دوم پوزیشن)، زیب النساء اقبال بی ایس ۷۶ (سو۷م پوزیشن) اور مہوش شہزادی فرست ایئر B (ستائشی انعام) ستائشی انعام کا فیصلہ قریمہ اندازی کے ذریعے کیا گیا۔

اس موقع پر صدر مجلس واقف اسرار مشتوی امیر تحریک منہاج القرآن صاحبزادہ مسکین فیض الرحمن درانی نے

اپنے خطبہ صدارت میں طالبات کو پیغام دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ اسلاف کے ساتھ اپنے رشتہ کو مضبوط کریں اور مشنوی مولانا روم کے ذریعے دل میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی شمع روشن کریں۔ انہوں نے مشنوی شریف کے چند اشعار بھی پڑھ کر سنائے جس سے شرکاء بہت مخطوط ہوئے۔ مہمان خصوصی شارح مشنوی خواجہ محمد عالم امیری نے اس تقریب کو خوب سراہا اور اپنی عالماں اور صوفیانہ باتوں سے طالبات کو مستفید کیا۔ ماہر رومیات پروفیسر ظفر الحق چشتی نے اس پروگرام کو پچھلی 25 سے 30 سالہ تاریخ میں اپنی نویعت کا منفرد پروگرام قرار دیا اور علامہ نور انعام نوری، پنسپل کالج ہذا اور جملہ منتظمین کو مبارکباد دی۔ شارح اقبال پروفیسر غلام مصطفیٰ اعوان نے اس خوبصورت پروگرام اور اس کے ڈسپلین پر انتظامیہ کو مبارکباد دی۔ پروفیسر محمد اشرف چوہدری نے بھی طالبات کی اعلیٰ کارکردگی کو خوب سراہا اور مبارکباد دی۔

آخر میں تقریب میں شریک ملک کے معروف میگیزین ایڈیٹر روزنامہ جنگ صحیبِ مرغوب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ میں نے اسلامی فکر اور اسلاف کے حوالے سے اتنی پروقار خوبصورت اور منفرد تقریب پہلی بار دیکھی ہے۔

اختتام پر پوزیشن لینے والی طالبات میں امیر تحریک محترم صاحبزادہ مسکین فیض الرحمن درانی اور خواجہ عالم امیری نے شیلڈز اور اسناد تقسیم کیں۔ کالج ہذا کی پنسپل محترمہ فرح ناز نے اس پروقار کامیاب اور انتہائی خوبصورت تقریب کو بانی تحریک شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا فیض قرار دیا اور منتظم نور انعام نوری اور ان کی پوری ٹیم کو اس مقابلہ کے انعقاد پر مبارکباد پیش کی۔

مقابلہ مشنوی کی تیاری میں معاونت کرنے والی اس اسماںہ کرام محترمہ عطیہ بتوں، محترمہ کلثوم طارق، تشنہیر کے فرائض انجام دینے والی طالبہ سدرہ ارشد ملٹی میڈیا کے کنشروں کے فرائض سرانجام دینے والی طالبہ میمونہ نذیر اور فرخندہ جبیں کو تھائی فیصل آباد کے گئے۔ اس پروقار تقریب کا اختتام خواجہ عالم امیری کی دعا پر ہوا۔

آئیں دین سیکھیں کورسز (فیصل آباد) (رپورٹ: قمر النساء خاکی)

منہاج القرآن ویکن لیگ فیصل آباد کی ناظمت تربیت نے اپنے PP حلقة جات میں 19 آئیں دین سیکھیں کورسز کا اہتمام کیا۔ جو عرفان القرآن اسلامک اکیڈمی، ڈیجکٹوٹ، باہمی والہ، ادھومنی، ڈیجکٹوٹ سمندری روڈ، رب تلیانوالہ، چک نمبر 55 ج ب، PP-64، حبیب کالونی سمیت 19 مقامات پر منعقد ہوئے۔ ان کورسز میں 328 طالبات نے شرکت کی جن میں سے 275 نے واپسی اور 8 طالبات نے رفاقت حاصل کی جبکہ ان کورسز کے نتیجے میں 26 حلقات درود و فکر قائم ہوئے۔ ان کورسز میں محترمہ معلمہ آسمیہ قادری، صادقہ عباس، سارہ نذیر، سارہ شیر، نسرین بلاں، نورین ارشد، شکیلہ اقبال، ثانیہ ارشد، عالیہ توصیف، رحسانہ اسلام، ارم ارشد اور شماںہ ابھم نے بطور معلمہ خدمات سرانجام دیں۔ یہ کورسز طالبات کی علمی، فکری، اخلاقی، روحانی، تنفسی و انتظامی تربیت کے لئے بہت موثر و مفید ثابت ہوئے۔

تنظیم سازی (تحصیل لیہ) (رپورٹ: آسیہ حمید)

منہاج القرآن ویکن لیگ تحصیل لیہ میں یونین کونسل کی سطح پر تنظیم سازی کا آغاز ہو گیا۔ یونین کونسل جس میں محترمہ پروین اختر کو ناظمہ، محترمہ زینت پروین کو ناظمہ تربیت، محترمہ شازیہ فرید کو ناظمہ دعوت اور محترمہ فرزانہ بی بی کو حلقة درود کو آرڈینیٹر مقرر کیا گیا۔

☆ 30 اگست، 11، 3 ستمبر کو چک نمبر 368، 361، 251، 252 میں ضلع لیہ میں حلقة درود کا آغاز کیا گیا۔ جس میں محترمہ عابدہ انور نے درود وسلام کی اہمیت پر خطاب فرمایا۔

عیدگفت کی تقسیم

مورخہ 21 اگست بمقام بالال پلک ہائی سکول فتح پور میں منہاج القرآن ویکن لیگ فتح پور کے زیر اہتمام عید گفت کی تقسیم کے پروگرام کا آغاز ہوا۔ صدر ویکن لیگ فتح پور محترمہ عابدہ انور نے غرباء، یتیم اور مسکین کے حقوق کے موضوع پر فکر انگیز اور پراثر خطاب فرمایا۔ اس کے بعد منہاج ویلفیر فاؤنڈیشن فتح پور کی طرف سے ویکن لیگ فتح پور کے زیر اہتمام 17 غریب خواتین اور 5 کارکنان کو عیدگفت تقسیم کئے گئے۔ جس میں کوئنگ آئل، چاول بھی شامل تھے۔

ہفت روزہ دروس عرفان القرآن (مرید کے) (رپورٹ: حافظ طیبہ نور)

مورخہ 3 اگست تا 9 اگست تحریک منہاج القرآن مرید کے کے زیر اہتمام ہفت روزہ دروس عرفان القرآن کا حسن میرج لان مرید کے میں انعقاد کیا گیا۔ جس میں تحریک منہاج القرآن کی نظمت دعوت کے مختلف مقررین نے مختلف موضوعات پر خطابات کئے جن میں علامہ محمد فیاض بشیر قادری (رمضان اور انفاق)، علامہ رانا محمد ادريس قادری (اقامت دین میں نوجوان نسل کا کردار)، علامہ رانا نفیس حسین قادری (عقیدہ توسل)، علامہ سعید الحسن طاہر (عظمت سیدہ کائنات)، علامہ غفرن حسین (عظمت قرآن)، علامہ محمد اعجاز ملک (محبت رسول کے عملی تقاضے) اور علامہ محمد افضل قادری نے (متقدود زندگی رضاۓ الہی) کے موضوع پر خطابات کئے۔ پروگرام میں 2 خواتین نے رفاقت ایک نے تاحیات رفاقت اختیار کی۔

سیدہ کائنات کانفرنس مرید کے

مورخہ 10 اگست کو حسن میرج لان مرید کے میں سیدہ کائنات کانفرنس منعقد ہوئی جس میں خواتین کی تعداد 1000 تھی۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن پاک سے کیا گیا۔ محترمہ شناکلہ عباس نے سیدہ کائنات کے نقوش سیرت اور دعوت فکر کے موضوع پر خطاب کیا۔ پروگرام میں 2 خواتین نے رفاقت اور 2 نے تاحیات رفاقت اختیار کی۔ پروگرام صلوٰۃ النسبیح اور محافل نعت

مورخہ 12 اگست کو مدرسہ کمیٹی بازار مرید کے میں محترمہ سحرش فدا، عاصمہ یاسین، مورخہ 19 اگست

منہاج القرآن اسلامک سٹریٹ متر مدد صوبیہ زمرد، مورخہ 26 اگست شاہد گرامسر سکول ناؤن مرید کے حافظہ طبیہ نور، عاصمہ یاسین نے صلوٰۃ تسبیح پڑھائی اور محفل نعمت کا بھی اہتمام کیا گیا۔

شارٹ کورسز

ننگل سادل، لدھیکے غربی اور جامعہ اسلامیہ للبنات یسین میں تحریک منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیر اہتمام حلقة عرفان القرآن کورس اور آئین دین سیکھیں کا انعقاد کیا گیا جس میں طلباء کو کورس کے نصاب کے ساتھ ساتھ تحریک کے تعارف سے آگاہ کیا گیا۔ کورس کی اختتامی تقریب میں بہت سی طالبات نے تحریک منہاج القرآن سے واپسی اختیار کی۔ وابستہ ہونے والی طالبات کی تعداد 50 ہے۔ معلمات کے فرائض شماںکہ رفق، آنسہ یسین، عاصمہ یاسین نے سرانجام دیئے۔

سیدہ کائنات کا نفرنس

منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیر اہتمام مورخہ 11 اگست 2011ء بروز جمعرات بمقام صفحہ ہال مرکزی سیکرٹریٹ میں سیدہ کائنات کا نفرنس بعنوان ”سیدہ کائنات“ کے نقوش سیرت اور دعوت فکر، کا انعقاد کیا گیا۔ کافرنس میں لاہور، مرید کے، کاموئی اور شیخوپورہ کی تنظیمات کے علاوہ خواتین اور طالبات کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ کافرنس کا مقصد خواتین میں سیدہ کائنات کی تعلیمات اور نقوش سیرت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے بیداری شعور پیدا کرنا تھا۔ کافرنس میں مختلف شعبہ جات زندگی سے تعلق رکھنے والی مہمانان گرامی قدر نے شرکت کی جن میں ڈاکٹر شبہ طراز مدیرہ ماہنامہ مجلہ ”تجدید نو“، محترمہ لبني زیدی (اما میہ آر گناہر یشن)، محترمہ شہناز لغاری (پائلٹ گینجر بک آف ولڈ ریکارڈ ہولڈر)، محترمہ ڈاکٹر شہناز مزل (مصنف، ادیب، شاعرہ)، محترمہ علیہ ٹوانہ (سوشل ورکر)، محترمہ سیمیرا رفاقت (مرکزی ناظمہ ویمن لیگ) نے سیدہ کائنات کے اسوہ پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ سیدہ کی سیرت مسلم خواتین کے لئے مشعل راہ ہے اور آنے والی نسلوں کے لئے عملی نمونہ ہے جن پر چل کر وہ اعلیٰ مقام تک پہنچ سکتی ہیں۔ اس کافرنس کا اختتام دعا وسلام پر ہوا۔

CD پوائنٹ (چشتیاں)

بمقام نور پورہ چشتیاں وارڈ نمبر 4 میں لیبر کالونی آدم شوگرمل UC-33 CD.Point پر کا آغاز کیا۔ شیخ الاسلام کے کئی خطابات وہاں سنوارے جا چکے ہیں۔ ہفتہ وار بنیادوں پر یہ پروگرام جاری ہے۔

شب بیداری

رمضان المبارک کی پر نور ساعتوں میں منہاج القرآن ویمن لیگ چشتیاں کی جانب سے W بلاک سٹھیا نٹ ناؤن میں صلوٰۃ تسبیح کا اور نماز تراویح کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں خواتین کی تعداد تقریباً 40 تھی۔

صلوٰۃ التسبیح کے بعد انہیں شیخ الاسلام کے خطابات کے کچھ Clips دکھائے گئے اور ساتھ ہی انہیں زکوٰۃ فتنہ کے لئے منہاج و لیفیر فاؤنڈیشن کی رپورٹ 2011ء بھی دکھائی گئی۔ طاق راتوں میں محفل نعت اور محفل ذکر بھی کروائی گئی اور 27 کی رات شب بیداری بھی ہوئی۔

الصفہ سکول میں حلقة درود کے ساتھ ساتھ درس قرآن کا بھی آغاز کیا گیا۔ W بلاک میں بھی حلقة درود کے ساتھ درس قرآن کا بھی آغاز کیا گیا۔ معلمہ کے فرائض مغیثہ فاطمہ انجام دے رہی ہے۔

☆ فاروق کالونی باہو پوک میں صلوٰۃ التسبیح کا باقاعدہ اہتمام کیا گیا۔ ایک درس کی صورت میں تحریک منہاج القرآن کے مشن کا پیغام خواتین تک پہنچایا۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء کا نفرنس

10 اگست بروز بدھ منہاج القرآن ویکن لیگ نکانہ صاحب کے زیر اہتمام سیدہ کائنات کا نفرنس منعقد کی گئی۔ جس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا اور پھر اللہ رب العزت کی حمد و شاء بیان کی گئی اس کے بعد نعت کو نسل نے اپنے مخصوص انداز میں نبی کریم ﷺ کی شان بیان کی اور پھر منقبت بحضور سیدہ کائنات پڑھی گئی۔

منہاج القرآن ویکن لیگ نکانہ صاحب کی صدر محترمہ نور صالحہ نے سیدہ کائنات کے سیرت و کردار پر نمایاں روشنی ڈالی اور آج کے دور میں خواتین کا کردار اور عمل پر روشنی ڈالی۔ محفل کی نقابت ناظمہ عصمت بتول نے کی۔ اس کا نفرنس میں سکول، مدارس اور کالج کی پرنسپل اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی خواتین نے کثیر تعداد میں شرکت کی اور انہوں نے سیدہ کائنات کی زندگی کو اجاگر کرنے کے لئے اپنے اپنے جذبات کا اظہار کیا اور آخر میں قائدِ محترم کا پیغام سنایا گیا۔ محفل کا اختتام درود و سلام اور دعا پر ہوا۔

فیصل آباد

منہاج القرآن ویکن لیگ فیصل آباد کے زیر اہتمام مو رخہ 7 اگست 2011 بروز اتو رتا ج محل پیغمبریہ ہال میں بعنوان "سیدہ کائنات کے نقوش سیرت" کا نفرنس منعقد ہوئی جس میں مرکز کی طرف سے ناظمہ تربیت محترمہ نوشا به ضیاء نے مہماں خصوصی کے طور پر شرکت کی۔ اس کا نفرنس میں فیصل آباد کے مختلف علاقوں سے 800 خواتین نے شرکت کی جس میں شہر کی مشہور ڈاکٹر زیبچر رزا اور سوشیل ورکرز بھی شامل تھیں۔ مقبرہ مسزو رو بینہ خاکی نے اپنے خصوصی خطاب میں خواتین کو مختلف شعبہ ہائے زندگی میں سیدہ کائنات کے نقوش سیرت کی ابتداء کرتے ہوئے دنیا وی اور اخروی کا میابی کی طرف رہنمائی فرمائی۔

محترمہ نوشا به ضیاء نے اپنی گفتگو میں منہاج القرآن ویکن لیگ کے مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے وا

ضخ کیا کہ ویکن لیگ آج کے دور میں سیدہ کائنات کے نقوشِ سیرت پر عمل کرتے ہوئے خواتین میں بیداری شعور پر کام کر رہی ہے نیز تحریک کے ساتھ واپسی کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ تحریکِ منہاج القرآن اس صدی کی تجدیدی تحریک ہے جو معاشرے میں اصلاح احوال کا کام کر رہی ہے لہذا خواتین معاشرے کا ایک اہم جزو ہونے کی حیثیت سے اس تحریک کے پلیٹ فارم سے اس عظیم کام میں اپنا کردار ادا کریں۔

صلوٰۃ ایٰبؑ (داد و سندھ)

ماہ رمضان المبارک سے صلوٰۃ ایٰبؑ کے پروگرام کا آغاز کیا گیا جس کا مستقل بنیادوں پر مختلف جگہوں پر اہتمام کر کے حلقات درود کی بریفینگ دی گئی۔ جس سے گرد و نواح کے شہروں سے تشریف لانے والی بہنوں نے اس سلسلہ کو جاری رکھنے کا عہد کیا۔

محفل میلاد (جھنگ)

منہاج القرآن ویکن لیگ جھنگ کے زیر اہتمام مورخہ 9-10-11-9-10 مقامِ کھوڑہ عظیم الشان محفل میلاد کا انعقاد کیا گیا جس میں گرد و نواح سے سینکڑوں کی تعداد میں خواتین نے شرکت کی۔ محترمہ روپینہ اشرف نے شور کوٹ سے خصوصی طور پر محفل میں شرکت کی۔ محفل کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے کیا گیا جس کے بعد منہاج القرآن ویکن لیگ جھنگ نعتِ کوئسل نے بارگاہ رسالت آب طیب اللہ علیہ السلام میں ہدایات عقیدت پیش کیا اور صدر منہاج القرآن ویکن لیگ جھنگ کے خصوصی خطاب اور پرسوز دعا کے ساتھ محفل کا اختتام ہوا۔

مبادر کباد

هم محترمہ نوشاہب ضیاء کو منہاج القرآن ویکن لیگ کی مرکزی ناظمہ بننے پر دل کی اتھاگہ رائیوں سے مبارک باد پیش کرتے ہیں اور ہم امید کرتے ہیں کہ آپ کو مشن مصطفوی کے لئے نہ تو کسی قربانی سے دریغ کریں گی اور نہ ہی نتیجہ خیز جدوجہد کے تسلسل میں کوئی کسر اٹھا رکھیں گی۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ آپ کو مشن میں کامیابی اور سرخروئی عطا فرمائے۔ آمین

منجانب: منہاج القرآن ویکن لیگ و مجلہ دختران اسلام